ماہنامہ

اشراق

لاہور

مئی ۲۰۱۶ء

زیرسرپرستی

جاوید احمد غامدی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

”اصل فطرت کے اندر صرف ایک ہی خدا کا شعور ہے۔ یہ دوسرے دیوی دیوتا... اصل فطرت کے اندر ان کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ چنانچہ جب کسی حقیقی پریشانی کا وقت آتا ہے تو یہ سارے بناوٹی دیوی دیوتا غائب ہو جاتے ہیں، صرف ایک ہی خدا باقی رہ جاتا ہے جس کا اعتقاد اصل فطرت کے اندر ودیعت ہے۔“

—— قرآنیات

المورد

فہرست

اس شمارے میں

اس شمارے میں — نعیم احمد — ۴

قرآنیات

البیان: النحل ۱۶: ۴۸-۶۴ (۴) — جاوید احمد غامدی — ۵

معارف نبوی

اسلام، ایمان، احسان اور قیامت کی علامات — جاوید احمد غامدی / محمد حسن الیاس — ۱۱

اسلام کے مبادی — جاوید احمد غامدی / محمد عامر گزدر — ۲۳

سیر و سوانح

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ (۳) — محمد وسیم اختر مفتی — ۴۱

ادبیات

غزل — جاوید احمد غامدی — ۴۹

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

نعیم احمد

''قرآنیات'' میں جناب جاوید احمد غامدی صاحب کا ترجمۂ قرآن ''البیان'' شائع کیا گیا ہے۔ یہ قسط سورۂ نحل کی آیات ۴۸-۶۴ کے ترجمہ اور حواشی پر مشتمل ہے۔ ان آیات میں توحید کے دلائل بیان ہوئے ہیں اور مشرکین سے کہا گیا ہے کہ خدا کا کوئی شریک نہیں ہے، وہ وحدہٗ لا شریک ہے۔ انھیں تنبیہ کی گئی کہ خدا نے تم کو ایک وقت مقرر تک مہلت دی ہوئی ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ یہ جو کچھ تمھیں پیش آ رہا ہے، یہی کچھ تم سے پہلے رسولوں کو بھی پیش آ چکا ہے۔

''البیان'' کی تکمیل کے بعد ''علم النبی''، ''فقہ النبی'' اور ''سیرۃ النبی'' کے زیرعنوان حدیث پر جس کام کی ابتدا جاوید احمد صاحب غامدی نے جنوری ۲۰۱۶ء سے کی ہے، اُس کی اشاعت بھی اِس شمارے سے شروع کی جا رہی ہے۔ چنانچہ اِس سلسلے کی دو روایات ''معارف نبوی'' کے تحت شامل اشاعت ہیں۔ پہلی روایت میں اسلام، ایمان، احسان اور قیامت کی علامات کے حوالے سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو دین سکھانے کی غرض سے حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان گفتگو کو بیان کیا گیا ہے۔ اس پر تحقیق وتخریج کا کام محمد حسن الیاس صاحب نے کیا ہے۔ دوسری روایت ''اسلام کے مبادی'' میں بنو سعد بن بکر کے قبیلے سے تعلق رکھنے والے ضمام بن ثعلبہ کا اسلام پر ایمان لانے سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام اور ایمان سے متعلق سوال جواب کا ذکر ہے۔ اس پر تحقیق وتخریج کا کام محمد عامر گزدر صاحب نے کیا ہے۔

''سیر وسوانح'' کے تحت محمد وسیم اختر مفتی صاحب کے مضمون کے تیسرے حصے میں جلیل القدر صحابی حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے غزوات میں ان کی بہادری، مہارت اور ان کی زندگی کے آخری ایام کے حالات کو بیان کیا گیا ہے۔

''ادبیات'' میں جاوید احمد غامدی صاحب کی ایک غزل شائع کی گئی ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ النحل

(۴)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ وَہُمۡ دٰخِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰہِ یَسۡجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ

اللہ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے، کیا یہ اُس کو نہیں دیکھتے کہ اُس کے سایے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے[۲۷] دائیں اور بائیں سے پلٹتے ہیں اور (جن کے یہ سایے ہیں)، اُن پر بھی فروتنی طاری ہوتی ہے[۲۸]۔ (حقیقت یہ ہے کہ) زمین اور آسمانوں میں جتنے جان دار ہیں، وہ سب خدا ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور

۲۷؎ ہر چیز کا سایہ زمین پر بچھا رہتا ہے۔ اِسی کو یہاں سجدے سے تعبیر فرمایا ہے۔ یہ اِس بات کا علامتی اظہار ہے کہ ہر چیز طوعاً وکرہاً خدا ہی کے سامنے سجدہ ریز ہے۔ آگے اِسی کی وضاحت ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

’’...یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ سایے کا یہ سجدہ سورج کی بالکل مخالف سمت میں ہوتا ہے۔ سورج اگر پورب کی طرف ہے تو سایہ پچھّم کی طرف پھیلے گا اور اگر سورج پچھّم کی طرف ہے تو سایے کا پھیلاؤ پورب کی طرف ہوگا۔ یہ ایک لطیف اشارہ ہے اِس حقیقت کی طرف کہ سایے کی فطرت ابراہیمی ہے۔ آفتاب پرستی سے اُس کو عار ہے۔‘‘

(تدبرقرآن ۴/۴۱۶)

۲۸؎ یعنی عاجز و درماندہ، یہاں تک کہ اُن میں سے کوئی اگر خدا سے اکڑتا بھی ہے تو جس وقت اکڑتا ہے، حقیقت

مِنْ دَآبَّةٍ وَّ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ

(خدا کے) فرشتے بھی، وہ کبھی سرتابی نہیں کرتے۔ وہ اپنے اوپر اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جس کا اُنھیں حکم دیا جاتا ہے۔ ۴۸-۵۰

اللہ نے فرمایا ہے کہ دو معبود نہ ٹھیراؤ، وہ ایک ہی معبود ہے، اِس لیے مجھی سے ڈرو۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، اُسی کا ہے اور اُسی کی اطاعت ہمیشہ لازم ہے۔ پھر کیا اللہ کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو؟[29] ۵۱-۵۲

تمھیں جو نعمت بھی ملی ہوئی ہے، اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ پھر جب کوئی تکلیف تم کو پہنچتی ہے تو فریاد بھی اُسی سے کرتے ہو۔[30] پھر جب اللہ وہ تکلیف تم سے دور کر دیتا ہے تو اُسی وقت تم میں سے کچھ لوگ اپنے پروردگار کے شریک ٹھیرانے لگتے ہیں تاکہ جو نعمتیں ہم نے اُن کو دی ہیں، اُن کی ناشکری

کی نگاہ سے دیکھیے تو عین اُسی وقت اپنے پورے وجود سے خدا کے سامنے جھکا ہوا ہوتا ہے۔ اِس لیے کہ جس دائرے میں اُسے اختیار نہیں دیا گیا، اُس میں وہ ادنیٰ درجے میں بھی خدا کے کسی قانون کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔

۲۹؎ اوپر توحید کی تکوینی دلیل بیان ہوئی ہے۔ اُس کے بعد اب یہ اُسی کے حق میں خود خدا کی شہادت کا حوالہ دیا ہے جو اُس کے پیغمبروں اور اُس کی کتابوں کے ذریعے سے لوگوں کو پہنچی ہے۔

۳۰؎ یہ توحید کی انفسی دلیل ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ تَاللّٰهِ لَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾

کریں۔ سو چند دن عیش کر لو، پھر عنقریب تم جان لو گے۔ اور جن کے بارے میں اِنھیں کچھ علم نہیں ہے،[۳۱] یہ اُن کا حصہ بھی اُن چیزوں میں لگاتے ہیں جو ہم نے اِنھیں عطا کی ہیں[۳۲]۔ خدا کی قسم، جو افترا تم کر رہے ہو، اُس کی تم سے ضرور باز پرس ہونی ہے۔ ۵۳-۵۶

یہ اللہ کے لیے بیٹیاں ٹھیراتے ہیں۔ سبحان اللہ (خدا کے لیے بیٹیاں) اور اِن کے لیے جو یہ چاہیں۔ جب اِن میں سے کسی کو بیٹی کی خوش خبری دی جائے تو اُس کا چہرہ سیاہ پڑ جائے، وہ جی میں گھٹتا رہے، اُس کی عار کے مارے جس کی خوش خبری دی گئی، لوگوں سے چھپتا پھرے، سوچے کہ اُس کو ذلت کے ساتھ رکھ چھوڑے یا اُس کو مٹی میں دبا دے ـــــ افسوس، کیا ہی بُرا فیصلہ ہے جو یہ کرتے ہیں[۳۳]۔

”...یہ دلیل ہے اِس بات کی کہ اصل فطرت کے اندر صرف ایک ہی خدا کا شعور ہے۔ یہ دوسرے دیوی دیوتا جو تم نے بنا رکھے ہیں، اصل فطرت کے اندر اِن کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ چنانچہ جب کسی حقیقی پریشانی کا وقت آتا ہے تو یہ سارے بناوٹی دیوی دیوتا غائب ہو جاتے ہیں، صرف ایک ہی خدا باقی رہ جاتا ہے جس کا اعتقاد اصل فطرت کے اندر ودیعت ہے۔“

(تدبر قرآن ۴/ ۴۱۷)

۳۱؎ یعنی دیوی دیوتا جن کے بارے میں یہ جو کچھ کہتے ہیں، بغیر کسی علم کے کہتے ہیں۔

۳۲؎ یہ اُس مقرر حصے کا ذکر ہے جو یہ لوگ اپنے دیوی دیوتاؤں کی نذر، نیاز اور بھینٹ کے لیے الگ نکال رکھتے تھے۔

۳۳؎ مطلب یہ ہے کہ خدا کے لیے اولاد تجویز کرنا بجاے خود شدید جہالت ہے، مگر اِن کی بلادت کا یہ حال ہے کہ اُس چیز کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں، جسے اپنے لیے اِس قدر ناپسندیدہ سمجھتے ہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

لِلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ مَثَلُ السَّوۡءِ وَلِلّٰہِ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰی وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۶۰﴾
وَلَوۡ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِظُلۡمِھِمۡ مَّا تَرَکَ عَلَیۡھَا مِنۡ دَآبَّۃٍ وَّلٰکِنۡ یُّؤَخِّرُھُمۡ
اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاِذَا جَآءَ اَجَلُھُمۡ لَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ﴿۶۱﴾
وَیَجۡعَلُوۡنَ لِلّٰہِ مَا یَکۡرَھُوۡنَ وَتَصِفُ اَلۡسِنَتُھُمُ الۡکَذِبَ اَنَّ لَھُمُ الۡحُسۡنٰی
لَا جَرَمَ اَنَّ لَھُمُ النَّارَ وَاَنَّھُمۡ مُّفۡرَطُوۡنَ ﴿۶۲﴾

(حقیقت یہ ہے کہ) بری تمثیل کے لائق تو وہ لوگ ہیں جو آخرت کو نہیں مانتے۔ اللہ کے لیے تو سب سے برتر تمثیلیں ہیں[۳۴]۔ وہ زبردست ہے، بڑی حکمت والا ہے۔ ۵۷-۶۰

اگر اللہ لوگوں کے ظلم[۳۵] پر فوراً اُنھیں پکڑ لیتا تو زمین پر کسی جان دار کو نہ چھوڑتا، لیکن (اُس کا قاعدہ ہے کہ) وہ ایک مقرر وقت تک اُنھیں مہلت دیتا ہے۔ پھر جب اُن کا وہ مقرر وقت آ جائے گا تو وہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔ ۶۱

یہ اللہ کے لیے وہ چیزیں تجویز کر رہے ہیں جو خود اپنے لیے پسند نہیں کرتے اور اِن کی زبانیں جھوٹ کہتی ہیں کہ اِن کے لیے (آگے بھی) بھلائی ہے[۳۶]۔ اِن کے لیے لازماً دوزخ ہے اور یہ اُسی میں پڑے چھوڑ دیے جائیں گے۔ ۶۲

۳۴؎ خدا کے صفات و افعال کو سمجھانے کے لیے کوئی تمثیل بیان کی جائے تو اُسے اعلیٰ سے اعلیٰ ہونا چاہیے، اِس لیے کہ یہی اُس کے شایان شان ہے۔ یہ علم و نظر کی موت ہے کہ خدا اور بندوں کے تعلق کو بیٹوں اور بیٹیوں کے ذریعے سے سمجھا اور سمجھایا جائے۔ قرآن نے یہ اِسی نوعیت کی حماقتوں پر تبصرہ کیا ہے۔

۳۵؎ اِس سے مراد وہی کفر و شرک ہے جس کا ذکر پیچھے سے چلا آ رہا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

''ظُلۡم' کے اصل معنی حق تلفی کے ہیں۔ چونکہ شرک و کفر سب سے بڑی حق تلفی ہے، جس کا ارتکاب کر کے بندہ اپنے رب کے سب سے بڑے حق کو بھی تلف کرتا ہے اور خود اپنی جان پر بھی سب سے بڑا ظلم ڈھاتا ہے، اِس وجہ سے قرآن نے جگہ جگہ کفر و شرک کو ظلم سے تعبیر کیا ہے۔'' (تدبر قرآن ۴/ ۴۲۰)

۳۶؎ یہ بات، ظاہر ہے کہ وہ اُنھی دیویوں کے اعتماد پر کہتے تھے جنھیں وہ خدا کی بیٹیاں قرار دے کر پوجتے تھے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٦٤﴾

خدا کی قسم، (اے پیغمبر)، ہم نے تم سے پہلے بھی بہت سی قوموں کی طرف رسول بھیجے تو شیطان نے اُن کے اعمال بھی (اِسی طرح) اُنھیں اچھے کر کے دکھا دیے۔ سو اب وہی اُن کا ساتھی ہے اور اُن کے لیے ایک دردناک عذاب ہے۔ ۶۳

(یہ نہیں مانتے تو اِس کی کوئی ذمہ داری تم پر نہیں ہے)۔ ہم نے یہ کتاب صرف اِس لیے تم پر اتاری ہے کہ (اِس کے ذریعے سے) تم وہ چیز اِن پر اچھی طرح واضح کر دو جس میں یہ اختلاف کر رہے ہیں اور (اِس لیے کہ) یہ اُن لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت[۳۷] ہو جو اِس کو مان لیں۔ ۶۴

۳۷؎ یعنی ہدایت آغاز کے لحاظ سے اور رحمت انجام کے لحاظ سے۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

جاوید احمد غامدی

تحقیق وتخریج: محمد حسن الیاس

اسلام، ایمان، احسان اور قیامت کی علامات

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطابِ قَالَ:[1] بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ [حَسَنُ الْوَجْهِ، حَسَنُ الشَّعْرِ][2] شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيْدُ سَوَادِ شَعْرِ الرَّأْسِ، لَا يُرٰي عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، [فَنَظَرَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ إِلٰي بَعْضٍ][3] وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، [وَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ][4] [فَسَلَّمَ عَلَي النَّبِيِّ ثُمَّ قَالَ: أَأَدْنُوْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَدَنَا][5] فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰي رُكْبَتَيْهِ[6] وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰي فَخِذَيْهِ [كَمَا يَجْلِسُ أَحَدُنَا فِي الصَّلٰوةِ][7] ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ[8] وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ،[9] وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ، إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا،[10] قَالَ: صَدَقْتَ،[11] قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ، وَيُصَدِّقُهُ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ، قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ،[12] قَالَ: صَدَقْتَ،[13] قَالَ: فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ[14] اللّٰهَ كَأَنَّكَ

تَـرَاهُ، فَـإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ، فَإِنَّهُ يَرَاكَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ،[15] قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا،[16] قَالَ: أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا،[17] وَأَنْ تَرَي الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ[18] [رُءُ وْسَ النَّاسِ][19] يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ، [قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَنْ أَصْحَابُ الشَّاءِ وَالْحُفَاةُ الْجِيَاعُ الْعَالَةُ؟ قَالَ: الْعَرَبُ][20] قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لِيْ: يَا عُمَرُ، أَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهُ جِبْرِيْلُ، أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ.[21]

سیدنا عمر بن خطاب سے روایت ہے، اُنھوں نے فرمایا: ہم ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اِس دوران میں ایک شخص نمودار ہوا۔ حسین چہرہ، حسین بال، بالکل سفید کپڑے، بالوں کا رنگ بہت سیاہ، اُس پر سفر کے کوئی آثار نہیں تھے۔ چنانچہ لوگوں نے تعجب سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، لیکن ہم میں سے کوئی اُسے پہچان نہیں رہا تھا۔ صاف واضح تھا کہ وہ اِس دیار کے لوگوں میں سے نہیں ہے۔ بہر حال وہ آیا اور اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، پھر کہا: میں آپ کے قریب آ سکتا ہوں، یارسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: ضرور۔ چنانچہ وہ قریب ہوا، پھر اپنے زانو آپ کے زانوؤں سے ملائے اور دونوں ہاتھ اپنے زانوؤں پر رکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بالکل اُس طرح بیٹھ گیا، جس طرح ہم نماز میں بیٹھتے ہیں[1]۔ پھر عرض کیا: اے محمد، یہ بتائیے کہ اسلام[2] کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کے جواب میں فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اِس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور اِس کی گواہی دو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں[3]، نماز کا اہتمام کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور سفر کی استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو[4]۔ اُس نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا۔ عمر کہتے ہیں کہ اِس پر ہمیں تعجب ہوا کہ خود ہی پوچھتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے۔ اِس کے بعد اُس نے ایمان کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو مانو اور اُس کے فرشتوں، اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں کو مانو، اور آخرت کے دن کو مانو[5]، اور

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

تقدیر کے خیر و شر کو بھی[6]۔ اُس نے پھر تصدیق کی اور پوچھا: فرمائیے، احسان کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی بندگی اس طریقے سے کرو، گویا اُسے دیکھ رہے ہو، اِس لیے کہ اگر تم اُس کو نہیں دیکھ رہے تو کیا ہوا، وہ تو تمھیں دیکھ رہا ہے[7]۔ اُس نے کہا: اچھا، اب قیامت کے بارے میں بتائیے؟ آپ نے فرمایا: جس سے پوچھا گیا ہے، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ اُس نے عرض کیا: پھر اُس کی کچھ نشانیاں ہی بتا دیجیے؟ آپ نے فرمایا: اُس کی ایک نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جن دے گی اور دوسری یہ کہ تم ننگے پاؤں، ننگے بدن پھرنے والے بکریوں کے اِن نادار چرواہوں کو دیکھو گے کہ لوگوں کے سردار ہیں اور بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کر رہے ہیں[8]۔ اُس نے پوچھا: یارسول اللہ، یہ بکریوں کے چرواہے اور یہ بھوکے، نادار ننگے پاؤں پھرنے والے کون ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: یہی عرب[9]۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کے ساتھ اِس گفتگو کے بعد وہ شخص چلا گیا، لیکن میں کچھ دیر ٹھیرا رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر، جانتے ہو، یہ سوال کرنے والا کون تھا؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو سنو، یہ جبریل تھے، یہ تمھیں تمھارا دین سکھانے کے لیے تم لوگوں کے پاس آئے تھے[10]۔

www.javedahmedghamidi.com www.al-mawrid.org

ترجمے کے حواشی

۱۔ یعنی نہایت ادب کے ساتھ، جس طرح بزرگوں کے سامنے بیٹھا جاتا ہے۔

۲۔ 'اسلام' کا لفظ یہاں اُس دین کے ظاہر کے لیے استعمال ہوا ہے جس کی دعوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دی ہے۔ یعنی اُن چیزوں کے لیے جن کا اظہار آپ پر ایمان لانے والا کوئی شخص اپنے عمل سے کرتا ہے اور دوسروں سے ممتاز اپنی ایک الگ حیثیت میں اسلام کا ماننے والا یا مسلمان کہلاتا ہے۔

۳۔ یہ ایمان لانے کے بعد لوگوں کے سامنے اِس حقیقت کا اظہار ہے کہ کسی شخص نے خدا کی توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کر لیا ہے۔ چنانچہ اب نہ وہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرائے گا اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و اطاعت سے انحراف کی جسارت کرے گا، کیونکہ اُس نے آپ کو خدا کا رسول مان لیا ہے۔

۴۔انسان کی زندگی میں اسلام کا ظہور اِنھی پانچ چیزوں سے ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض روایتوں میں اِنھیں اسلام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔قرآن مجید میں بھی جگہ جگہ اِسی حیثیت سے اِن کی تاکید کی گئی ہے۔ اِن کے بارے میں کسی بحث ونزاع کی گنجایش بھی نہیں ہے، اِس لیے کہ یہ مسلمانوں کے اجماع اور تواترعملی سے منتقل ہوئی ہیں اور ہر لحاظ سے ثابت ہیں، لہٰذا کسی مسلمان کو اِن سے انحراف کی جسارت نہیں کرنی چاہیے۔

۵۔اسلام کے ایمانیات یہی ہیں اور اِسی وضاحت کے ساتھ قرآن میں بھی بیان ہوئے ہیں۔ اِن میں کوئی کمی بیشی یا تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا۔جن لوگوں نے اِن کے ساتھ بعض دوسری چیزوں کو عقائد کی فہرست میں شامل کیا ہے، اُنھوں نے اللہ ورسول کے مقابل میں اپنی بات کہنے کی جسارت کی اور دین میں تفرقے کی بنیاد رکھی ہے جس سے ہر مسلمان کو خدا کی پناہ مانگنی چاہیے۔

۶۔یعنی اِس بات کو کہ جو بھلائی یا برائی بھی انسان کو پہنچتی ہے، اللہ کے اذن سے پہنچتی ہے۔ یہ ایمان باللہ ہی کی فرع ہے۔ اِسے خاص طور پر اِس لیے نمایاں کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارے تعلق کے تمام باطنی مظاہر، مثلاً ذکر، شکر، تقویٰ، اخلاص، توکل، تفویض اور تسلیم ورضا اِسی سے پیدا ہوتے ہیں۔انسان کی شخصیت میں اللہ پر اُس کے ایمان کا حقیقی ظہور اِسی حقیقت پر ایمان سے ہوتا ہے۔ یہ ایمان نہ ہو تو جن چیزوں کا ذکر ہوا، اُن میں سے کوئی چیز بھی ظہور میں نہیں آسکتی، دراں حالیکہ یہی چیزیں ایمان کا جمال وکمال ہیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۷۔احسان کے لغوی معنی کسی کام کو اُس کے بہترین طریقے پر کرنے کے ہیں۔ یہ اُس رویے کا بیان ہے جو دین پر عمل کرنے والوں کو اپنے عمل میں اختیار کرنا چاہیے۔سورۂ بقرہ (۲) کی آیت ۱۱۲ 'مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ' ''اپنی ہستی جن لوگوں نے اللہ کے سپرد کردی اور وہ خوبی کے ساتھ عمل کرنے والے ہیں'' اور اِس مضمون کی دوسری آیات میں متعدد مقامات پر قرآن نے اِس کی تاکید فرمائی ہے۔

یہاں یہ واضح رہے کہ یہ دین پر عمل کا کوئی درجہ نہیں ہے، بلکہ عمل کے لیے اصلی مطلوب رویہ ہے۔ یہ رویہ کسی شخص میں اُس وقت پیدا ہوتا ہے، جب وہ خدا کو سمیع وبصیر اور اپنے شب وروز پر ہر لحظہ نگران سمجھ کر اُس کے احکام پر عمل کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بات نہایت سادہ، مگر بلیغ اسلوب میں بیان فرمادی ہے۔قرآن میں جگہ جگہ اِسی بنا پر خدا کے حاضر وناظر ہونے کی یاددہانی کی گئی ہے۔ اِس رویے کی تربیت مقصود ہو تو فہم وتدبر کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے۔ یہی خدا کا بتایا ہوا سلوک ہے۔ اِس کے لیے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

۸۔ یہ دوسری علامت تو بالکل واضح ہے۔ پچھلی صدی میں اِس کا ظہور سرزمین عرب میں ہر شخص بہ چشم سر دیکھ سکتا

ہے۔ پہلی علامت کا مصداق متعین کرنے میں، البتہ لوگوں کو دقت ہوئی ہے۔ ہمارے نزدیک اُس کا مفہوم بھی واضح ہے۔ اُس سے مراد ایک ادارے کی حیثیت سے عالمی سطح پر غلامی کا خاتمہ ہے۔ اِس مدعا کو ادا کرنے کے لیے یہ کس قدر خوب صورت تعبیر ہے، اِس کا اندازہ ہر صاحب ذوق کرسکتا ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ یہ واقعہ بھی ٹھیک اُسی زمانے میں ہوا ہے، جب سرزمین عرب کے چرواہے اپنی دنیا تبدیل کر رہے تھے۔ اِس لحاظ سے یہ پیشین گوئی قرب قیامت کا زمانہ بالکل متعین کر دیتی ہے۔

۹۔ بعض روایتوں میں اِس جگہ 'الْعُرَیْب' بھی ہے جو 'الْعَرَبُ' کی تصغیر ہے، یعنی یہی بے نوا عرب۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کا جو دین قرآن و سنت کی صورت میں دیا گیا ہے، اُس کی شرح و وضاحت ہمارے لیے دین کے علما کرتے ہیں۔ یہی خدمت دین کے سب سے پہلے اور سب سے بڑے عالم، بلکہ علما کے امام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے لیے انجام دی تھی۔ اِس کے لیے سوال و جواب کا طریقہ سب سے زیادہ موثر ہوتا ہے۔ اِس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دین سے متعلق بعض بنیادی حقائق کی تفہیم کے لیے آپ نے یہی طریقہ اختیار فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ایما سے جبریل امین انسانی صورت میں آپ کے پاس آئے اور وہ سوالات کیے جو اوپر مذکور ہیں۔ یہ آخر میں آپ نے خود وضاحت فرما دی ہے کہ وہ اِسی مقصد سے آئے تھے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن اصلاً صحیح مسلم، رقم ۱۲ سے لیا گیا ہے اور اِسے درج ذیل صحابہ نے روایت کیا ہے:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوذر رضی اللہ عنہ، ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔

۲۔ مسند احمد، رقم ۱۸۲۔ بعض روایات، مثلاً سنن نسائی، رقم ۴۹۹۱ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہی بات اِس طرح نقل ہوئی ہے: ایک شخص آیا جس کا چہرہ سب لوگوں سے زیادہ خوب صورت اور جس کے بدن کی خوشبو سب سے بہتر تھی۔ اُس کا لباس اِس قدر صاف تھا، گویا میل نے چھوا تک نہ ہو۔

۳۔ مسند احمد، رقم ۱۸۲۔

۴۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۱۔

۵۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۵۶۸۰۔

۶۔ بعض روایتوں، مثلاً مسند احمد، رقم ۳۶۵ میں یہ بات اِن الفاظ میں بیان ہوئی ہے: وہ قریب ہوا، یہاں تک کہ اُس کے دونوں گھٹنے آپ کے گھٹنوں کو چھونے لگے۔

۷۔ السنن الصغریٰ، بیہقی، رقم ۷۔ بعض روایتوں، مثلاً نسائی کی السنن الصغریٰ، رقم ۴۹۹۱ میں اِس کے بعد یہ الفاظ ہیں: 'ثُمَّ وَضَعَ یَدَهُ عَلٰی رُکْبَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ' ''پھر اُس نے اپنے ہاتھ رسول اللہ کے گھٹنوں پر رکھ دیے''۔ ہم نے اِسے قبول نہیں کیا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ دوسری روایتوں میں 'فخذیه' کی ضمیر کا مرجع بعض راویوں نے غلطی سے آپ کو سمجھا اور اپنے فہم کے مطابق اُسے کھول دیا ہے۔ ہمارے نزدیک صحیح بات وہی ہے جو اوپر ہم نے متن میں اختیار کی ہے کہ آنے والے نے دوزانو بیٹھ کر اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھ لیے، جس طرح نماز میں رکھ کر بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ مروزی کی تعظیم قدر الصلاۃ، رقم ۳۸۴ میں صحابہ کا یہ تاثر بھی نقل ہوا ہے کہ ہم نے اُس شخص سے زیادہ آپ کی تعظیم کرنے والا نہیں دیکھا۔ گویا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری طرح واقف تھا۔

۸۔ بعض روایات، مثلاً صحیح بخاری، رقم ۴۹ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِس جگہ 'أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ شَیْئًا' ''اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھیراؤ'' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ رویانی کی مسند، رقم ۱۴۳ میں یہاں 'أَنْ تُقِیْمَ وَجْهَكَ لِلّٰهِ' ''اسلام یہ ہے کہ تم اپنا رخ سیدھا اللہ کی طرف کرلو'' کے الفاظ ہیں۔ بعض روایتوں، مثلاً صحیح بخاری، رقم ۴۴۲۹ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ منقول ہیں: 'أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ' ''اور ایمان لاؤ اللہ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر اور اُس کے پیغمبروں پر''۔ بعض روایات، مثلاً صحیح مسلم، رقم ۱۳ میں اُنھی سے لفظ 'كُتُبِهٖ' مفرد بھی نقل ہوا ہے۔

۹۔ بعض روایات، مثلاً صحیح مسلم، رقم ۱۳ میں اِس جگہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے 'الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ، وَالزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ' ''فرض نماز اور لازمی زکوٰۃ'' کے الفاظ منقول ہیں۔ اسی طرح بعض روایتوں، مثلاً صحیح ابن خزیمہ، رقم ۱ میں یہاں 'تَعْتَمِرَ، وَتَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَأَنْ تُتِمَّ الْوُضُوْءَ' ''تم عمرہ کرو، غسل جنابت کرو اور پورا وضو کرو'' کا اضافہ ہے۔ یہ اضافے ہم نے قبول نہیں کیے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سوالات یہاں کیے گئے ہیں، وہ ایمان و اسلام کے مبادی سے متعلق ہیں اور آپ نے اُن کے جوابات بھی اِسی مناسبت سے دیے ہیں۔ اِن میں اِس طرح کی تفریعات بیان نہیں ہوسکتیں۔ چنانچہ موقع کلام اِس سے اِبا کرتا ہے کہ جبریل امین نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے پوچھیں کہ اسلام کیا ہے، اور آپ اُس کے جواب میں غسل جنابت اور اتمام وضو جیسی چیزوں کا ذکر کریں۔

۱۰۔ اسلام کے یہی مبادی بعض دیگر روایات میں بھی صراحت سے نقل ہوئے ہیں۔ مثلاً سنن ترمذی، رقم ۲۶۰۹ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'بُنِیَ الْإِسْلَامُ عَلَی خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَإِیتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ، وَحَجِّ البَیْتِ' ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اِس بات کی گواہی پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اور اِس پر کہ نماز کا اہتمام کیا جائے، زکوٰۃ ادا کی جائے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے جائیں اور بیت اللہ کا حج کیا جائے''۔

۱۱۔ بعض روایتوں، مثلاً مسند احمد، رقم ۲۸۰۸ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہاں اِن الفاظ کا اضافہ ہے: 'قَالَ: فإذا فَعَلْتُ ذالك فقد أَسْلَمْتُ؟ قَالَ: إذا فَعَلْتَ ذالك فقد أَسْلَمْتَ' ''اُس نے پوچھا: پھر اگر میں یہ کروں تو کیا میں اسلام پر ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اگر تم یہ کرو گے تو یقیناً اسلام پر ہو گے''۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۱۲۔ بعض روایات، مثلاً مسند احمد، رقم ۱۶۸۳۵ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِس کے بعد یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: 'وَالْمَوْتِ، وَالْحَیَاةِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْجَنَّةِ، وَالنَّارِ، وَالْحِسَابِ' ''اور موت اور اُس کے بعد کی زندگی پر ایمان رکھو اور جنت، جہنم اور یوم حساب پر بھی''۔ بعض روایات، مثلاً صحیح بخاری، رقم ۴۴۹۹ میں اُنھی سے 'وَلِقَائِهِ' ''اور اُس سے ملاقات پر'' کا اضافہ ہے۔ سنن نسائی، رقم ۵۶۸۰ میں یہ الفاظ بھی ہیں: 'وَالْقَدَرِ خَیْرِهِ وَ شَرِهِ، حُلْوِهِ وَ مُرِّهِ' ''اور تقدیر کے خیر و شر اور اُس کے تلخ و شیریں پر''۔ بعض روایات، مثلاً سنن ترمذی رقم ۲۰۷۱ میں علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص اُس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا، جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لے آئے: وہ اِس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، اور وہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لائے اور تقدیر پر بھی ایمان رکھے۔

۱۳۔ بعض روایتوں، مثلاً مسند احمد، رقم ۲۸۰۸ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اِس جگہ یہ اضافہ منقول ہے: 'قَالَ: فإذا فَعَلْتُ ذالك فقد آمَنْتُ؟ قَالَ: إذا فَعَلْتَ ذالك فقد آمَنْتَ' ''اگر میں یہ کروں گا تو کیا میں مومن ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، تم یہ کرو گے تو یقیناً ایمان پر ہو گے''۔

۱۴۔ بعض روایات، مثلاً مسند احمد، رقم ۱۸۲ میں یہاں 'تَعْبُدَ اللّٰهَ' ''تم اللہ کی عبادت کرو'' کے بجائے 'تَعْمَلَ

لِلّٰہِ'''' تم اللہ کے لیے عمل کرو'' کے الفاظ ہیں۔ بعض روایتوں، مثلاً صحیح مسلم، رقم ۱۴ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہاں 'أَنْ تَـخْشَى اللّٰہَ'''' تم اللہ سے ڈرو'' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ اِسی طرح بعض روایات، مثلاً مسند احمد، رقم ۵۶۹۸ میں اِس کے بعد یہ اضافہ ہے: 'فإذا فَعَلتُ ذالك فأنا محسن؟ قَالَ: نعم'''' اگر میں یہ کروں تو کیا میں خوبی کے ساتھ عمل کرنے والا ہو جاؤں گا؟ اُنھوں نے فرمایا: ہاں''۔

۱۵۔ بعض روایات، مثلاً صحیح مسلم، رقم ۱۴ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِس کے بعد یہ الفاظ بھی نقل ہوئے ہیں: 'فِيْ خَمْسٍ مِنَ الْغَيْبِ، لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ قَرَأَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ'''' یہ اُن پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے، پھر آپ نے اِس آیت کی تلاوت فرمائی: قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ (دیکھتے نہیں ہو کہ) وہی بارش برساتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہوتا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائی کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں مرے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی علیم و خبیر ہے''۔ ہم نے اِسے قبول نہیں کیا، اِس کی وجہ یہ ہے کہ روایت کے تمام طریقوں کا استقصا کیا جائے تو یہی بات قرین صواب معلوم ہوتی ہے کہ یہ بعد کے راویوں کا ادراج ہے۔

۱۶۔ سنن ابو داؤد، رقم ۴۶۹۵ میں اِس جگہ 'أَمَارَاتِها'''' اس کی نشانیاں'' آیا ہے۔ مسند احمد، رقم ۲۸۰۸ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہاں یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: 'ولكنْ إن شئتَ حدثتُك بمعالمَ لَهَا دُونَ ذٰلك، قـالَ: أجل يَا رسولَ اللّٰه'''' لیکن اگر تم چاہتے ہو تو میں اُس کی نشانیاں تمھیں بتا دیتا ہوں جو اُس سے پہلے نمودار ہوں گی۔ اُس نے کہا: ضرور یا رسول اللہ''۔ سنن نسائی، رقم ۴۹۹۱ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِس جگہ یہ الفاظ منقول ہیں: 'قال: يا محمد، أَخْبِرْنِي، مَتَى السَّاعَةُ؟ قال: فَنَكَسَ، فلم يُجِبْهُ شيئًا، ثُمَّ أَعَادَ فلم يُجِبْهُ شيئًا، ثُمَّ أَعَادَ فلم يُجِبْهُ شيئًا، وَرَفَعَ رَأْسَهُ فقال'''' اُس نے پوچھا: اے محمد، مجھے بتائیے کہ قیامت کب آئے گی؟ راوی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر جھکا لیا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ اُس نے سوال دہرایا تو آپ پھر خاموش رہے۔ اُس نے پھر پوچھا تو اِس بار بھی آپ خاموش رہے۔ اِس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا''۔

۱۷۔ بعض روایتوں، مثلاً صحیح بخاری، رقم ۴۹ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِس جگہ یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: 'إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّهَا'''' جب لونڈی اپنے مالک کو جن دے گی''۔ صحیح مسلم، رقم ۱۳ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہاں

'ربّھا' کے بجاے 'بَعُلَھا' کا لفظ منقول ہے۔ بعض طرق، مثلاً صحیح بخاری، رقم ۴۴۲۹ میں اُنھی سے ''رَبّتھا'' کا لفظ بھی روایت ہوا ہے۔

۱۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی بعض طرق، مثلاً صحیح مسلم، رقم ۱۳ میں اِس جگہ 'اِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ البَهُمِ فِي الْبُنْيَانِ ' ''جب یہ چرواہے آپس میں مقابلہ کریں گے'' کے الفاظ بیان ہوئے ہیں۔ صحیح مسلم، رقم ۱۴ میں اُنھی سے یہاں: 'الصُّمَّ الْبُكْمَ ' ''گونگے بہرے'' کا اضافہ نقل ہوا ہے۔ بعض روایات، مثلاً مسند احمد، رقم ۲۸۰۸ میں اِس جگہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: 'الْحُفَاةُ الْجِيَاعُ ' ''ننگے پاؤں اور بھوکے''۔ صحیح بخاری، رقم ۴۹ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے 'رُعَاةُ الإِبِلِ ' ''اونٹوں کے چرواہے'' کے الفاظ منقول ہیں۔

۱۹۔ صحیح مسلم، رقم ۱۳۔ بعض روایتوں، مثلاً صحیح مسلم، رقم ۱۴ میں یہاں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے 'مُلُوكَ الْأَرْضِ' ''دنیا کے بادشاہ'' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۲۰۔ مسند احمد، رقم ۲۸۰۸۔

۲۱۔ بعض روایات، مثلاً صحیح بخاری، رقم ۴۴۲۹ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بات اِن الفاظ میں نقل ہوئی ہے: 'ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ، فَقَالَ: رُدُّوا عَلَيَّ فَأَخَذُوا لِيَرُدُّوا، فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا، فَقَالَ: هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ ' ''پھر وہ شخص چلا گیا تو آپ نے فرمایا: اُسے میرے پاس لے آؤ۔ لوگ اُسے تلاش کرنے نکلے، مگر وہ اُنھیں نہیں مل سکا۔ اِس پر آپ نے فرمایا: یہ جبریل امین تھے جو لوگوں کو اُن کے دین کی تعلیم دینے آئے تھے''۔ مسند احمد، رقم ۳۶۵ میں اِس کے بعد یہ الفاظ ہیں: اِس موقع کے سوا یہ جس موقع پر بھی آئے ہیں، میں نے انھیں پہچان لیا ہے۔ بعض روایات، مثلاً مسند اسحاق بن راہویہ، رقم ۱۳۵ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِس جگہ یہ الفاظ منقول ہیں: 'وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ، مَا أَنَا بِأَعْلَمَ بِهِ مِنْ رَجُلٍ مِنْكُمْ وَإِنَّهُ لَجِبْرِيْلُ جَاءَ كُمْ لِيُعَلِّمَكُمْ فِيْ صُوْرَةِ دَحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ' ''اُس ذات کی قسم جس نے محمد کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں بھی اُتنا ہی جانتا ہوں جتنا تم میں سے کوئی شخص جان سکتا ہے۔ یہ دراصل جبریل امین تھے جو دحیہ کلبی کی صورت میں تمھاری تعلیم کے لیے آئے تھے''۔ یہ اضافہ بھی ہم نے قبول نہیں کیا، اِس کی وجہ یہ ہے کہ سیدنا عمر کی روایت میں 'لَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ ' ''ہم میں سے کوئی اُسے نہیں جانتا تھا'' کے الفاظ اِس سے ابا کرتے ہیں۔ بالبداہت واضح ہے کہ یہ دونوں باتیں ایک ہی جگہ اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت درج ذیل کتابوں میں نقل ہوئی ہے:

صحیح مسلم، رقم ۲۱۔ سنن ابی داؤد، رقم ۴۰۷۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۲۶۔ مسند احمد، رقم ۱۸۲۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۱۔ صحیح ابن حبان، رقم ۱۷۰۔ سنن الدارقطنی، رقم ۲۳۷۷۔ السنن الصغریٰ، بیہقی، رقم ۷۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِسے جن کتابوں میں نقل کیا گیا ہے، وہ یہ ہیں:

صحیح بخاری، رقم ۴۹۔ السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۴۹۳۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۶۳۔ مسند احمد، رقم ۸۹۱۲۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۲۰۹۶۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۵۷۱۔ مسند اسحاق بن راہویہ، رقم ۱۳۵۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ صرف مسند البزار، رقم ۱۲۴۵۴ میں اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ مسند احمد، رقم ۱۶۸۳۴، ۱۷۱۶۵ میں منقول ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اِس کو مسند احمد، رقم ۲۸۰۸، مسند البزار، رقم ۶۸۱ اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۴۹۳۱ اور مسند اسحاق بن راہویہ، رقم ۱۳۵ میں نقل کیا گیا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

المصادر والمراجع

البخاری، محمد بن إسماعیل. (۱٤۰۷هـ/۱۹۸۷م). **الجامع الصحیح**. ط۳. تحقیق: مصطفٰی دیب البغا. بیروت: دار ابن کثیر.

أبو سلیمان حمد بن محمد الخطابی. (۱٤۰۹هـ/۱۹۸۸م). **أعلام الحدیث**. (شرح صحیح البخاری). ط ۱. تحقیق: محمد بن سعد بن عبد الرحمٰن آل سعود. مرکز النخب العلمیة.

ابن بطال أبو الحسن. (۱٤۲۳هـ / ۲۰۰۳م). **شرح صحیح البخاری**. ط ۲. تحقیق: أبو تمیم یاسر بن إبراهیم. الریاض: مکتبة الرشد السعودیة.

الترمذی، محمد بن عیسی الترمذی. (د.ت). **جامع الترمذی**. ط۱. تحقیق: أحمد محمد شاکر وآخرون. بیروت: دار إحیاء التراث العربی.

النسائی، أحمد بن شعیب. (۱٤۰٦هـ /۱۹۸٦م). **سنن النسائی الصغرٰی**. ط ۲. تحقیق: عبد الفتاح أبو غدة. حلب: مکتب المطبوعات الإسلامیة.

ابن ماجه، ابن ماجة القزوینی. (د.ت). **سنن ابن ماجة**. ط۱. تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی.

بیروت: دار الفکر.

أحمد بن محمد بن حنبل الشیبانی.(د.ت). **مسند أحمد بن حنبل.** ط ١. بیروت: دار إحیاء التراث العربی.

ابن خزیمه، محمد بن إسحاق بن خزیمة. (١٣٩٠هـ/١٩٧٠م). **صحیح ابن خزیمة.** ط١. تحقیق: محمد مصطفٰی الأعظمی. بیروت: المکتب الإسلامی.

ابن حبان، أبو حاتم بن حبان. (١٤١٤هـ/١٩٩٣م). **صحیح ابن حبان.** ط٢. تحقیق:شعیب الأرنؤوط. بیروت: مؤسسة الرسالة.

النسائی. (١٤١١هـ/١٩٩١م). **السنن الکبرٰی للنسائی.** ط١. تحقیق: عبد الغفار سلیمان البنداری، سید کسروی حسن. بیروت: دار الکتب العلمیة.

البیهقی، أحمد بن الحسین البیهقی. (١٤١٤هـ/١٩٩٤م). **السنن الکبرٰی للبیهقی.** ط١. تحقیق: محمد عبد القادر عطا. مکة المکرمة: مکتبة دار الباز.

إسحاق بن راهویه. (١٩٩٥م). **مسند اسحاق بن راهویه.** ط١. تحقیق: عبد الغفور عبد الحق حسین بر البلوشی. المدینة المنورة: دار النشر مکتبة الإیمان.

ابن ابی شیبة. (١٤٢٥هـ/ ٢٠٠٤م). **مصنف.** ط١. تحقیق: حمد بن عبد اللّٰه الجمعة، محمد بن إبراهیم اللحیدان. الریاض: المملکة العربیة السعودیة.

أبو زکریا محیی الدین النووی. (١٣٩٢هـ). **المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج.** ط ٢. بیروت: دار إحیاء التراث العربی.

أبو عبد اللّٰه، جمال الدین. (١٤٠٥هـ). **شواهد التَّوضیح وَالتَّصحیح لمشکلات الجامع الصَّحیح.** ط ١. تحقیق: الدکتور طٰهٰ مُحسِن. مکتبة ابن تیمیة.

علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی. (١٣٧٩هـ). **فتح الباری شرح صحیح البخاری.** (د.ط). تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی. بیروت: دار المعرفة.

بدر الدین العینی.(د.ت). **عمدة القاری شرح صحیح البخاری.** (د.ط).بیروت: دار إحیاء التراث العربی.

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

داؤد بن الجارود الطيالسی . (١٤١٩هـ /١٩٩٩م). **مسند أبی داؤد الطيالسی**. ط١. الدكتور محمد بن عبد المحسن الترکی. مصر: دار هجر.

جلال الدين السيوطی. (١٤١٦هـ/ ١٩٩٦م). **الديباج علی صحيح مسلم بن الحجاج** . ط ١. تحقيق: أبو اسحٰق الحوينی الأثری. السعودية: دار ابن عفان للنشر والتوزيع.

عبد اللّٰه بن حمد العباد البدر. (١٤٢٤هـ/ ٢٠٠٣م). **شرح حديث جبريل فی تعليم الدين**. ط١. الرياض: مطبعة سفير.

مسلم، مسلم بن الحجاج. (د.ت). **صحيح المسلم**. ط١. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقی. بيروت: دار إحياء التراث العربی.

محمد القضاعی الكلبی المزی. (١٤٠٠هـ/١٩٨٠م). **تهذيب الكمال فی أسماء الرجال**. ط ١. تحقيق: بشار عواد معروف. بيروت: مؤسسة الرسالة.

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

جاوید احمد غامدی
تحقیق و تخریج: محمد عامر گزدر

اسلام کے مبادی

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: [1] كُنَّا قَدْ نُهِينَا [فِي الْقُرْآنِ] [2] أَنْ نَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ، [3] فَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ، فَيَسْأَلُهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ، [4] [وَكَانُوا أَجْرَأَ عَلٰى ذَاكَ مِنَّا] [5] [قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسًا فِي الْمَسْجِدِ دَخَلَ رَجُلٌ [6] عَلٰى جَمَلٍ فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَعَقَلَهُ [7] ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ؟ وَرَسُولُ اللّٰهِ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، قَالَ: فَقُلْنَا: هٰذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ. [8] فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَجَبْتُكَ، [9] فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي يَا مُحَمَّدُ سَائِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ، فَلَا تَجِدْ عَلَيَّ فِي نَفْسِكَ. فَقَالَ: سَلْ مَا بَدَا لَكَ] [10] فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَتَانَا رَسُولُكَ فَزَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَكَ. قَالَ: صَدَقَ، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟ قَالَ: اللّٰهُ، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ؟ قَالَ: اللّٰهُ، قَالَ: فَمَنْ نَصَبَ

هٰذِهِ الْجِبَالَ، وَجَعَلَ فِيهَا مَا جَعَلَ؟[11] قَالَ: اللّٰهُ. قَالَ: فَبِالَّذِیْ خَلَقَ السَّمَاءَ، وَخَلَقَ الْأَرْضَ، وَنَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ[12] آللّٰهُ أَرْسَلَكَ؟[13] قَالَ: نَعَمْ.[14] قَالَ: فَزَعَمَ رَسُوْلُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا، قَالَ: صَدَقَ. قَالَ: فَبِالَّذِیْ أَرْسَلَكَ، آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ.[15] قَالَ: وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكٰوةً[16] فِیْ أَمْوَالِنَا، قَالَ: صَدَقَ. قَالَ: فَبِالَّذِیْ أَرْسَلَكَ، آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِیْ سَنَتِنَا،[17] قَالَ: صَدَقَ. قَالَ: فَبِالَّذِیْ أَرْسَلَكَ، آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ.[18] قَالَ: وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ أَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا، قَالَ: صَدَقَ.[19] [فَقَالَ الرَّجُلُ: آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ،[20] وَأَنَا رَسُوْلُ مَنْ وَرَائِیْ مِنْ قَوْمِیْ، وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِیْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ][21] قَالَ: ثُمَّ وَلّٰى،[22] فَقَالَ: وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَزِيْدُ عَلَيْهِنَّ شَيْئًا، وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُنَّ شَيْئًا،[23] [فَلَمَّا مَضٰى][24] فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ.[25] [وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَأَتٰى إِلٰى بَعِيْرِهِ، فَأَطْلَقَ عِقَالَهُ، ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهِ، فَاجْتَمَعُوْا إِلَيْهِ، فَكَانَ أَوَّلَ مَا تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ: بِئْسَتِ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى، قَالُوْا: مَهْ يَا ضِمَامُ، إِتَّقِ الْبَرَصَ وَالْجُذَامَ، إِتَّقِ الْجُنُوْنَ، قَالَ: وَيْلَكُمْ، إِنَّهُمَا وَاللّٰهِ لَا يَضُرَّانِ وَلَا يَنْفَعَانِ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ رَسُوْلًا، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ كِتَابًا إِسْتَنْقَذَكُمْ بِهِ مِمَّا كُنْتُمْ فِيْهِ، وَإِنِّیْ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، إِنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِهِ بِمَا أَمَرَكُمْ بِهِ، وَنَهَاكُمْ عَنْهُ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا أَمْسٰى مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَفِیْ حَاضِرِهِ رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ إِلَّا مُسْلِمًا، قَالَ: يَقُوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَمَا سَمِعْنَا بِوَافِدِ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

قَوۡمٍ کَانَ أَفۡضَلَ مِنۡ ضِمَامِ بۡنِ ثَعۡلَبَةَ].[۲۶]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: قرآن مجید میں ہمیں اِس بات سے روک دیا گیا تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے بارے میں سوال کریں۔ چنانچہ ہم لوگوں کو بڑی خوشی ہوتی تھی کہ دیہاتیوں میں سے کوئی سمجھ بوجھ رکھنے والا شخص آئے، آپ سے سوال کرے اور ہم سنیں۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ سوال کرنے میں ہم سے کچھ زیادہ جرأت دکھاتے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اِس اثنا میں اونٹ پر سوار ایک شخص آیا۔ اُس نے آ کر اپنا اونٹ مسجد میں بٹھایا، پھر اُسے ایک جگہ باندھ دیا، پھر پوچھا: تم میں سے اللہ کے رسول محمد کون ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت صحابہ کے درمیان کسی چیز سے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے جواب دیا: یہ گورے شخص جو ٹیک لگائے ہوئے ہیں، (یہی محمد ہیں)۔ اُس شخص نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: عبدالمطلب کے بیٹے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: کہو، میں سن رہا ہوں۔ اُس شخص نے کہا: اے محمد، میں آپ سے سوالات کروں گا اور اُن میں کچھ سخت لب ولہجہ بھی اختیار کر سکتا ہوں، آپ برا محسوس نہ کیجیے گا۔ آپ نے فرمایا: پوچھو، جو پوچھنا چاہتے ہو۔ اُس نے عرض کیا: اے محمد، آپ کا قاصد ہمارے ہاں آیا تھا۔ اُس نے ہمیں باور کرانا چاہا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ اللہ نے آپ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا: اُس نے سچ کہا ہے۔ دیہاتی نے کہا: اچھا یہ بتائیے کہ آسمان کو کس نے بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے۔ اُس نے کہا: اور زمین کو کس نے تخلیق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے۔ اُس نے کہا: اور یہ پہاڑ کس نے گاڑے ہیں؟ اور جو کچھ اِن میں رکھا، وہ کس نے رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے۔ اِس پر اُس نے کہا: آپ کو اُس ذات کی قسم جس نے آسمان کو بنایا، زمین کو تخلیق کیا اور اِن پہاڑوں کو گاڑا ہے، کیا اللہ نے فی الواقع آپ کو

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: یقیناً۔ اُس نے کہا: پھر آپ کے قاصد نے یہ بھی باور کرانا چاہا کہ ہمیں شب و روز میں پانچ نمازیں لازماً پڑھنی ہیں۔ آپ نے فرمایا: سچ کہا ہے۔ اُس نے کہا: یہی بات ہے تو میں آپ کو اُس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، کیا فی الواقع اُس نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یقیناً۔ اُس نے کہا: اور آپ کے قاصد نے یہ بھی باور کرانا چاہا کہ ہمیں اپنے اموال میں سے کچھ زکوٰۃ بھی لازماً ادا کرنی ہے۔ آپ نے فرمایا: سچ کہا ہے۔ اُس نے کہا: میں اِس پر بھی آپ کو اُس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، کیا فی الواقع اُس نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یقیناً۔ اُس نے کہا: اور آپ کے قاصد نے یہ بھی باور کرانا چاہا کہ ہمیں ہر سال ماہِ رمضان کے روزے بھی ضرور رکھنا ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: سچ کہا ہے۔ اُس نے کہا: میں پھر اُسی ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، کیا فی الواقع اُس نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یقیناً۔ اُس نے کہا: اور آپ کے قاصد نے یہ بھی باور کرانا چاہا کہ ہم میں سے جو خدا کے گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو، اُس پر فرض ہے کہ اُس کا حج کرے۔ آپ نے فرمایا: اُس نے یہ بات بھی بالکل سچ کہی ہے۔[2] اِس پر اُس شخص نے کہا: آپ جو ہدایت لے کر آئے ہیں، میں اُس پر ایمان لاتا ہوں۔ میرے پیچھے میری قوم ہے جس نے مجھے قاصد کی حیثیت سے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ میں ضمام بن ثعلبہ ہوں اور میرا تعلق بنو سعد بن بکر کے قبیلے سے ہے۔ انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر وہ پلٹا اور یہ کہتے ہوئے چل پڑا: اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں اِن باتوں میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ یا کمی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِس آدمی نے فی الواقع سچی بات کہی ہے تو یہ ضرور جنت میں جائے گا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اِس کے بعد وہ اپنے اونٹ کے پاس آیا، اُس کی رسی کھولی، پھر واپسی کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ یہاں تک کہ اپنی قوم کے پاس پہنچا تو سب اُس کے گرد جمع ہو گئے۔ لوگوں کو دیکھتے ہی پہلی بات جو اُس کی زبان سے نکلی، وہ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

یہ تھی کہ کیا ہی بُرے ہیں یہ لات اور عزّٰی۔[3] لوگ پکار اُٹھے: ضمام، (یہ کیا کہہ رہے ہو؟) رک جاؤ۔ برص اور جذام سے بچو، پاگل ہو جانے سے ڈرو۔[4] ضمام نے کہا: تم پر افسوس! خدا کی قسم، یہ دونوں کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ نے اپنا رسول بھیج دیا ہے اور اُس پر وہ کتاب نازل کی ہے جس کے ذریعے سے اُس نے تمھیں اُن سب خرافات سے نجات دلا دی ہے جن میں تم مبتلا رہے ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ یکتا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اُن کے ہاں سے تمھارے لیے اُن کے اوامر ونواہی لے کر تمھارے پاس آیا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سو خدا کی قسم، اُس دن شام نہیں ہوئی کہ اُن کے قبیلے میں سب مرد وعورت مسلمان ہو گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے ضمام بن ثعلبہ سے بہتر کسی قبیلے کے نمایندے کے بارے میں نہیں سنا۔[5]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ترجمے کے حواشی

۱۔ یہ سورۂ مائدہ (۵) کی آیت ۱۰۱ کی طرف اشارہ ہے جس میں مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ غیر ضروری سوالات سے اجتناب کریں۔ اِس کی ضرورت اِس لیے محسوس ہوئی کہ اِس طرح کے سوالات حکم کے حدود وقیود بڑھا دیتے ہیں، پھر لوگ اُنھیں نباہ نہیں پاتے اور اِس کے نتیجے میں اللہ کے غضب کو دعوت دیتے ہیں۔ اللہ چاہتا ہے کہ جو حکم جس طرح دیا گیا ہے، اُس پر اُسی طرح عمل کیا جائے اور ہر مجمل کی تفصیل اور ہر مطلق کی تعیین وتقیید سے اپنے لیے مشکلات پیدا نہ کی جائیں۔ قرآن کی اِس ہدایت کو تدبر کی نگاہ سے دیکھیے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اِس سے اللہ تعالیٰ کے پیش نظر ہرگز یہ نہیں تھا کہ لوگ ضروری سوالات سے بھی اجتناب کریں۔ تاہم صحابہ کا عام مزاج چونکہ احتیاط کا تھا، لہٰذا اُن میں سے بعض نے امتثال امر کے لیے اگر وہی رویہ اختیار کر لیا جس کا ذکر روایت میں ہوا ہے تو اِس پر تعجب نہیں کرنا چاہیے۔

۲۔ انسان کی زندگی میں اسلام کا ظہور اِنھی چیزوں سے ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی جگہ جگہ اِسی حیثیت سے اِن کی تاکید کی گئی ہے۔ اِن کے بارے میں کسی بحث ونزاع کی گنجایش بھی نہیں ہے، اِس لیے کہ یہ مسلمانوں کے اجماع

اور تواتر عملی سے منتقل ہوئی ہیں اور ہر لحاظ سے ثابت ہیں، لہٰذا کسی مسلمان کو اِن سے انحراف کی جسارت نہیں کرنی چاہیے۔

۳۔ توحید پر ایمان کے بعد یہ فطری احساسات ہیں جن کا اظہار ضمام بن ثعلبہ نے اپنی قوم کے سامنے کیا ہے۔ انھوں نے جاتے ہی یہ بات اِس لیے کہی کہ ہر سننے والے پر واضح ہو جائے کہ اُن کا اب اپنے پرانے معبودوں سے کسی نوعیت کا کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔

۴۔ یعنی لات وعزّٰی کو برا کہو گے تو اندیشہ ہے کہ اِن میں سے کسی بیماری میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ شرک بالعموم اِسی طرح کے توہمات سے پیدا ہوتا اور اِنھی کی بنا پر قائم رہتا ہے۔ قرآن نے اِسی لیے جگہ جگہ متنبہ فرمایا ہے کہ نفع وضرر جو کچھ ہے، سب اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور اُسی کے اذن سے پہنچتا ہے۔ آگے ضمام رضی اللہ عنہ نے یہی حقیقت پوری صراحت سے واضح فرمائی ہے۔

۵۔ یعنی جس نے اِس طریقے سے سوالات کیے ہوں اور پھر اُن کے جواب سے مطمئن ہو کر اسلام کا پیغام اپنی قوم تک اِس انداز سے اور اِس عزم وجزم کے ساتھ پہنچایا ہو۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن اصلاً مسند احمد، رقم ۱۲۴۵۷ سے لیا گیا ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ یہ مضمون ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی نقل ہوا ہے۔

۲۔ مسند احمد، رقم ۱۳۰۱۱۔

۳۔ مسند دارمی، رقم ۶۷۶ میں یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: 'لَمَّا نُهِينَا أَنْ نَبْتَدِءَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' ''ہمیں جب روک دیا گیا تھا کہ ہم پہل کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات پوچھیں''۔ مسند ابی یعلیٰ کی حدیث رقم ۳۳۳۳ میں 'كُنَّا نَهَابُ أَنْ نَسْأَلَ' کے الفاظ ہیں، یعنی ہم آپ سے سوال کرتے ہوئے گھبراتے تھے۔

۴۔ سنن ترمذی، رقم ۶۱۹ میں 'كُنَّا نَتَمَنّٰى أَنْ يَبْتَدِءَ الْأَعْرَابِيُّ الْعَاقِلُ' ''ہم تمنا کیا کرتے تھے کہ کوئی سمجھ دار دیہاتی بات کی ابتدا کرے'' کے الفاظ ہیں۔ مسند ابی یعلیٰ کی روایت رقم ۳۳۳۳ میں یہاں 'نَسْمَعُ' ''ہم سنیں'' کے بجائے 'نَسْتَمِعَ' ''ہم غور سے سنیں'' کا لفظ ہے۔

۵۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۱۔

۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طریق، مثلاً نسائی کی السنن الصغریٰ، رقم ۲۰۹۴ میں یہی بات اِن الفاظ میں نقل ہوئی ہے: 'بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَصْحَابِهِ، جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ' ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ اِس اثنا میں دیہاتیوں میں سے ایک شخص آیا''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طریق، مثلاً مسند احمد، رقم ۲۳۸۰ میں تصریح ہے کہ ضمام بن ثعلبہ کو درحقیقت اُن کے قبیلے بنوسعد نے اپنے نمایندے کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں: 'بَعَثَتْ بَنُو سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ ضِمَامَ بْنَ ثَعْلَبَةَ وَافِدًا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدِمَ عَلَيْهِ' ''ضمام بن ثعلبہ کو بنوسعد نے اپنے قاصد کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا، چنانچہ وہ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اِسی روایت میں ضمام بن ثعلبہ کا حلیہ بھی بیان کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: 'كَانَ ضِمَامٌ رَجُلًا جَلْدًا أَشْعَرَ ذَا غَدِيرَتَيْنِ' ''یہ ضمام ایک مضبوط جسم کے آدمی تھے اور اِن کے بال ایسے بڑے تھے کہ دو چوٹیاں بنی ہوئی تھیں۔''

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت، مثلاً مسند طیالسی، رقم ۲۴۴۹ میں اِس طرح کے الفاظ ہیں: 'حَتَّى انْتَهٰى إِلَى الْمَسْجِدِ فَعَقَلَ رَاحِلَتَهُ بِبَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ' ''یہاں تک کہ وہ مسجد کے پاس پہنچا اور اپنی سواری کو مسجد کے دروازے کے پاس باندھ کر اُس میں داخل ہوا۔''

۸۔ مسند احمد، رقم ۲۳۸۰ کے مطابق یہ سوال و جواب اِس طرح ہوا تھا: 'أَيُّكُمُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَالَ: مُحَمَّدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ' ''تم میں سے عبدالمطلب کا بیٹا کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہوں عبدالمطلب کا بیٹا۔ اُس نے پوچھا: تم محمد ہو؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں۔''

۹۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ضمام بن ثعلبہ نے اِس موقع پر آپ کو سلام عرض کر کے پہلے اپنا تعارف کرایا تھا اور اپنی حاضری کا مقصد بھی بتایا تھا۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۰۳۱۷ میں ہے: 'اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا غُلَامَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ: وَعَلَيْكَ، فَقَالَ: إِنِّي رَجُلٌ مِنْ أَخْوَالِكَ مِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ، وَأَنَا رَسُولُ قَوْمِي إِلَيْكَ وَوَافِدُهُمْ' ''تم پر سلامتی ہو، اے بنوعبدالمطلب کے بیٹے، میرا تعلق تمھارے ماموؤں

کے قبیلے بنو سعد بن بکر سے ہے۔ آپ کے پاس میں اپنے قبیلے کے نمایندے کی حیثیت سے حاضر ہوا ہوں اور مجھے اُنھی کی طرف لوٹنا ہے۔‘‘

۱۰۔ مسند احمد، رقم ۱۲۷۱۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول بعض روایات، مثلاً نسائی کی السنن الصغریٰ، رقم ۲۰۹۴ میں یہ بات اِن الفاظ میں نقل ہوئی ہے: ’فَقَالَ: أَيُّكُمُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ قَالُوا: هٰذَا الْأَمْغَرُ الْمُرْتَفِقُ، فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ فَمُشْتَدٌّ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ، قَالَ: سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ‘ ’’تم میں سے عبد المطلب کا بیٹا کون ہے؟ صحابہ نے فرمایا: یہ سرخ و سفید شخص جو ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔ اُس نے آپ کو مخاطب کر کے کہا: میں آپ سے سوالات کروں گا اور اُن میں کچھ سخت لب و لہجہ بھی اختیار کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: پوچھو، جس چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔‘‘ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول بعض روایتوں، مثلاً صحیح ابن خزیمہ، رقم ۲۳۸۳ میں ضمام بن ثعلبہ کے الفاظ اِس طرح نقل ہوئے ہیں: ’وَإِنِّي سَائِلُكَ، فَمُشَدِّدٌ مَسْأَلَتِي إِيَّاكَ، وَمُنَاشِدُكَ، فَمُشَدِّدٌ مُنَاشَدَتِي إِيَّاكَ‘ ’’میں آپ سے سوالات کروں گا اور یہ کچھ سخت انداز میں بھی کر سکتا ہوں، اِسی طرح آپ کو قسمیں دے کر بات کروں گا اور اُن میں بھی ذرا سختی برتوں گا۔‘‘ مسند احمد، رقم ۲۳۸۰ میں اُنھی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ’إِنِّي سَائِلُكَ وَمُغَلِّظٌ فِي الْمَسْأَلَةِ، فَلَا تَجِدَنَّ فِي نَفْسِكَ، قَالَ: لَا أَجِدُ فِي نَفْسِي، فَسَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ‘ ’’میں آپ سے سوالات کروں گا اور اُن میں کچھ سخت اسلوب کلام بھی اختیار کر سکتا ہوں، آپ ہرگز برا محسوس نہ کیجیے گا۔ آپ نے فرمایا: میں بُرا نہیں مانوں گا۔ پوچھو، جو پوچھنا چاہتے ہو۔‘‘ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۰۱۷ ۳ کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا تھا: ’خُذْ عَنْكَ يَا أَخَا بَنِي سَعْدٍ‘ ’’کہو، جو کہنا چاہتے ہو، اے بنو سعد کے بھائی۔‘‘

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۱۱۔ بعض روایات، مثلاً سنن نسائی، رقم ۲۰۹۱ اور مسند بزار، رقم ۶۹۲۸ کے مطابق یہاں ضمام بن ثعلبہ نے ’وَجَعَلَ فِيهَا مَا جَعَلَ‘ کہنے کے بجاے مزید ایک سوال کیا تھا، چنانچہ پوچھا تھا کہ ’فَمَنْ جَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ؟‘ ’’اور پہاڑوں میں یہ منفعتیں کس نے رکھی ہیں؟‘‘۔

۱۲۔ بعض روایتوں، مثلاً سنن نسائی، رقم ۲۰۹۱ اور مسند بزار، رقم ۶۹۲۸ میں یہاں ’وَجَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ‘ ’’جس نے اِن میں منفعتیں رکھی ہیں‘‘ کا اضافہ بھی منقول ہے۔ بعض طرق کے مطابق ضمام نے قسم اِن الفاظ میں دی تھی: ’فَبِالَّذِي رَفَعَ السَّمَاءَ، وَبَسَطَ الْأَرْضَ، وَنَصَبَ الْجِبَالَ‘ ’’آپ کو اُس ذات کی قسم جس نے آسمان کو بلند کیا، زمین کو بچھایا اور پہاڑوں کو گاڑا ہے۔‘‘ مثال کے طور پر دیکھیے: سنن ترمذی، رقم ۶۱۹، سنن دارمی، رقم ۶۷۶،

المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۵۰۷۰۔

۱۳۔ بعض روایات، مثلاً مسند احمد، رقم ۱۲۷۱۹ کے مطابق ضمام بن ثعلبہ کے الفاظ اِس جگہ یہ تھے: 'آللّٰهُ أَرۡسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمۡ؟' ''کیا اللہ نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے؟''۔

۱۴۔ بعض روایتوں، مثلاً صحیح بخاری، رقم ۶۳ میں آپ سے اِن مواقع پر 'نَعَمۡ' 'ہاں' کے بجاے 'اَللّٰهُمَّ نَعَمۡ' ''ہاں، یقیناً'' کے الفاظ منقول ہیں۔

توحید و رسالت سے متعلق یہاں جو سوال و جواب نقل ہوئے ہیں، اُن کے الفاظ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی طرق میں بہت کچھ مختلف ہو گئے ہیں۔ اُن کی تفصیل درج ذیل ہے:

صحیح ابن خزیمہ، رقم ۲۳۸۳ کے مطابق ضمام بن ثعلبہ کا پہلا سوال یہ تھا: 'مَنۡ خَلَقَكَ؟ وَمَنۡ خَلَقَ مَنۡ قَبۡلَكَ؟ وَمَنۡ هُوَ خَالِقُ مَنۡ بَعۡدَكَ؟ قَالَ: اللّٰهُ، قَالَ: فَنَشَدۡتُكَ بِذٰلِكَ هُوَ أَرۡسَلَكَ؟ قَالَ: نَعَمۡ' ''آپ کا، آپ کے اگلوں کا اور آپ کے بعد آنے والوں کا خالق کون ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ۔ اُس نے کہا: میں اُسی ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا فی الواقع اُس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: یقیناً۔''

مسند احمد، رقم ۲۳۸۰ کے مطابق اُس نے یہ بات اِس طرح دریافت کی تھی: 'أَنۡشُدُكَ اللّٰهَ إِلٰهَكَ، وَإِلٰهَ مَنۡ كَانَ قَبۡلَكَ، وَإِلٰهَ مَنۡ هُوَ كَائِنٌ بَعۡدَكَ، آللّٰهُ بَعَثَكَ إِلَيۡنَا رَسُولًا؟ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ نَعَمۡ' ''میں اُس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو آپ کا، آپ کے اگلوں اور پچھلوں کا معبود ہے، کیا اُسی اللہ نے آپ کو ہمارے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، یقیناً۔''

طبرانی کی المعجم الکبیر، رقم ۸۱۵۰ میں ہے کہ ضمام بن ثعلبہ نے یہ بات بھی کہی تھی: 'نَشَدۡتُكَ بِهِ، أَهُوَ أَرۡسَلَكَ بِمَا أَتَانَا كِتَابُكَ' ''میں اُسی ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا فی الواقع اُس نے آپ کو اُس ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے جو ہمارے پاس آپ کے خط کی صورت میں آئی ہے؟''۔

مسند احمد، رقم ۲۳۸۰ میں یہ سوال و جواب بھی نقل ہوا ہے: 'قَالَ: فَأَنۡشُدُكَ اللّٰهَ إِلٰهَكَ، وَإِلٰهَ مَنۡ كَانَ قَبۡلَكَ، وَإِلٰهَ مَنۡ هُوَ كَائِنٌ بَعۡدَكَ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنۡ تَأۡمُرَنَا أَنۡ نَعۡبُدَهُ وَحۡدَهُ، لَا نُشۡرِكُ بِهِ شَيۡئًا، وَأَنۡ نَخۡلَعَ هٰذِهِ الۡأَنۡدَادَ الَّتِي كَانَتۡ آبَاؤُنَا يَعۡبُدُونَ مَعَهُ؟ قَالَ: اَللّٰهُمَّ نَعَمۡ' ''اُس نے کہا: میں آپ کو اُس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو آپ کا، آپ کے اگلوں اور پچھلوں کا معبود ہے، کیا آپ کو اللہ ہی نے حکم دیا ہے کہ آپ ہمیں ہدایت فرمائیں کہ ہم تنہا اُسی کی بندگی کریں، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں، اور یہ بھی کہ ہم اُس

کے اُن شریکوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباو اجداد عبادت کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: یقیناً۔''

طبرانی کی جس روایت کا حوالہ اوپر مذکور ہے، اُس میں یہ بات اِن الفاظ میں بیان ہوئی ہے: 'وَأَتَتْنَا رُسُلُكَ أَنْ نَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنْ نَدَعَ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: نَشَدْتُكَ بِهِ، أَهُوَ أَمَرَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ ''' اور آپ کے قاصد ہمارے پاس اِس دعوت کے ساتھ آئے تھے کہ ہم اِس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور یہ کہ ہم لات وعزّیٰ کی عبادت کرنا چھوڑ دیں، (کیا یہی آپ کا پیغام ہے؟)۔ آپ نے فرمایا: یقیناً۔ اُس نے کہا: میں اُسی ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا فی الواقع اُس نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یقیناً۔''

۱۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ایک طریق، مثلاً مسند احمد، رقم ۲۳۸۰ میں یہ سوال و جواب اِس طرح نقل ہوا ہے: 'قَالَ: فَأَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلٰهَكَ، وَإِلٰهَ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ، وَإِلٰهَ مَنْ هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكَ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ نُصَلِّيَ هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ؟ قَالَ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ ''' اُس نے کہا: میں آپ کو اُس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو آپ کا، آپ کے اگلوں اور پچھلوں کا معبود ہے، کیا فی الواقع اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم یہ پانچ نمازیں پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: یقیناً۔''

اُنھی سے مروی بعض طرق، مثلاً مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۰۳۱۷ کے مطابق ضمام بن ثعلبہ کے الفاظ اِس موقع پر یہ تھے: 'فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا فِيْ كِتَابِكَ، وَأَمَرَتْنَا رُسُلُكَ أَنْ نُصَلِّيَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ لِمَوَاقِيْتِهَا، نَشَدْتُكَ بِذٰلِكَ أَهُوَ أَمَرَكَ بِذٰلِكَ؟، قَالَ: 'نَعَمْ' ''' ہم نے واقعی آپ کے خط میں دیکھا ہے اور آپ کے نمایندوں نے بھی ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم شب و روز میں پانچ نمازیں اُن کے اوقات کی رعایت سے پڑھیں۔ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا اُسی نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یقیناً۔''

۱۶۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۳۳۳۳ میں یہاں 'زَكٰوةً' کے بجاے 'صَدَقَةً' کا لفظ ہے۔ یہ دونوں مترادف ہیں، اِس لیے کہ 'زَكٰوة' کا لفظ نکرہ استعمال کیا جائے تو اِس کے اور 'صَدَقَةً' کے معنی میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

۱۷۔ نسائی کی السنن الکبریٰ، رقم ۲۴۱۲ میں یہاں 'صَوْمَ شَهْرٍ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ ''' ہر سال ایک ماہ کے روزے کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۸۔ طبرانی کی المعجم الاوسط، رقم ۲۰۰۷ کے مطابق یہ سوال و جواب اِس طرح تھے:

فَإِنَّا وَجَدْنَا فِيْ كِتَابِكَ وَأَمَرَتْنَا رُسُلُكَ أَنْ نَصُوْمَ شَهْرَ رَمَضَانَ، فَنَشَدْتُكَ بِذٰلِكَ أَهُوَ

أَمَرَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَإِنَّا وَجَدْنَا فِيْ كِتَابِكَ وَأَمَرَتْنَا رُسُلُكَ أَنْ نَأْخُذَ مِنْ حَوَاشِيْ أَمْوَالِنَا، فَنَجْعَلَهُ فِيْ فُقَرَائِنَا، فَنَشَدْتُكَ بِذٰلِكَ أَهُوَ أَمَرَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

''ہم نے واقعی آپ کے خط میں دیکھا ہے اور آپ کے نمایندوں نے بھی ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم رمضان کے روزے رکھیں۔ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا اُسی نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یقیناً۔ اُس نے کہا: اور ہم نے آپ کے خط میں یہ بھی دیکھا ہے اور آپ کے قاصدوں نے بھی ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم اپنے اموال میں سے کچھ حصہ نکال کر اپنے ضرورت مندوں کو دیں۔ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا اُسی نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یقیناً۔''

۱۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ایک روایت، مثلاً مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۱۴۶۹۵ میں یہ سوال و جواب اِس طرح نقل ہوا ہے:

قَالَ: فَإِنَّا وَجَدْنَا فِيْ كِتَابِكَ وَأَمَرَتْنَا رُسُلُكَ أَنْ نَحُجَّ الْبَيْتَ الْعَتِيقَ، فَأُنْشِدُكَ أَهُوَ أَمَرَكَ بِذٰلِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

''اُس نے کہا: اور ہم نے آپ کے خط میں یہ بھی دیکھا ہے اور آپ کے نمایندوں نے بھی ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کے اِس قدیم گھر کا حج کریں۔ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا اُسی نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یقیناً۔''

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

انس رضی اللہ عنہ سے منقول بعض روایتوں میں یہ سوال و جواب اِن الفاظ میں نقل ہوئے ہیں:

فَقَالَ: أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ، آللّٰهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ؟ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ. قَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ نُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ؟ قَالَ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ. قَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ نَصُوْمَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ؟ قَالَ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ. قَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَائِنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ۔

''پھر اُس نے کہا: میں آپ کے اور آپ سے پہلوں کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا فی الواقع اللہ نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، یقیناً۔ اُس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا واقعی اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم شب و روز کی پانچ نمازیں پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، یقیناً۔ اُس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا واقعی اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم سال کے اِس مہینے

(رمضان) کے روزے رکھیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں، یقیناً۔ اُس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا فی الواقع اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے صاحب ثروت لوگوں سے یہ زکوٰۃ لے کر ہمارے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، یقیناً۔''

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ایک طریق، نسائی کی السنن الصغریٰ، رقم ۲۰۹۴ میں اُن کے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ: أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ، وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ، وَرَبِّ مَنْ بَعْدَكَ، آللّٰهُ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ؟ قَالَ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْ أَمْوَالِ أَغْنِيَائِنَا فَتَرُدَّهُ عَلَى فُقَرَائِنَا؟ قَالَ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُوْمَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا؟ قَالَ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ يَحُجَّ هٰذَا الْبَيْتَ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا؟ قَالَ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ۔

''اُس نے کہا: میں آپ کے اور آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا فی الواقع اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، یقیناً۔ اُس نے کہا: میں اُسی کی قسم دیتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ شب و روز کی پانچ نمازیں پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، یقیناً۔ اُس نے کہا: میں اُسی کی قسم دیتا ہوں، کیا فی الواقع اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے صاحب ثروت لوگوں کے اموال میں سے کچھ حصہ لے کر ہمارے ضرورت مندوں کو لوٹا دیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں، یقیناً۔ اُس نے کہا: میں اُسی کی قسم دیتا ہوں، کیا واقعی اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ بارہ مہینوں میں سے اِس ماہ (رمضان) کے روزے رکھیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں، یقیناً۔ اُس نے کہا: میں پھر اُسی کی قسم دیتا ہوں، کیا فی الواقع اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ جو اِس گھر (بیت اللہ) تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو، وہ لازماً اِس کا حج کرے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، یقیناً۔''

۲۰۔ نسائی کی السنن الصغریٰ، رقم ۲۰۹۴ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہاں 'فَإِنِّيْ آمَنْتُ وَصَدَّقْتُ' ''سو میں ایمان لاتا ہوں اور تصدیق کرتا ہوں'' کے الفاظ روایت ہوئے ہیں۔

۲۱۔ صحیح بخاری، رقم ۶۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول طرق میں یہاں متعدد تعبیرات روایت ہوئی ہیں۔ یہ درج ذیل ہیں:

مسند احمد، رقم ۲۳۸۰ میں ہے: 'حَتّٰى إِذَا فَرَغَ قَالَ: فَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَسَأُؤَدِّي هٰذِهِ الْفَرَائِضَ، وَأَجْتَنِبُ مَا نَهَيْتَنِيْ عَنْهُ، ثُمَّ لَا أَزِيْدُ وَلَا أَنْقُصُ' ''یہاں تک کہ

وہ سوالات کر کے فارغ ہوا تو اُس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں آیندہ اِن فرائض کو ادا کروں گا، اور جن چیزوں سے آپ نے مجھے روکا ہے، اُن سے اجتناب کروں گا، پھر اِن پر اپنی طرف سے کوئی اضافہ یا کمی نہیں کروں گا''۔

مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۰۳۱۷ میں ہے: 'وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَعْمَلَنَّ بِهَا وَمَنْ أَطَاعَنِیْ مِنْ قَوْمِیْ' ''اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں بھی اِن احکام پر ضرور عمل کروں گا اور میری قوم کے لوگ بھی جو میری بات مانیں گے''۔

مسند احمد، رقم ۲۲۵۴ میں اُس کے الفاظ ہیں: 'وَسَأَفْعَلُ مَا أَمَرْتَنِیْ بِهِ، لَا أَزِیْدُ وَلَا أَنْقُصُ' ''اور میں آپ کے اِن احکام کو ضرور بجا لاؤں گا اور اِن میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ یا کمی نہیں کروں گا''۔

۲۲۔ صحیح ابن حبان، رقم ۱۵۵ اور مسند ابی یعلیٰ، رقم ۳۳۳۳ میں یہاں 'وَلّٰی' کے بجائے 'قَفّٰی' کا لفظ نقل ہوا ہے۔ یہ دونوں مترادف ہیں، یعنی وہ پلٹ کر لوٹ گیا۔ مسند احمد ۲۳۸۰ میں یہ الفاظ آئے ہیں: 'ثُمَّ انْصَرَفَ رَاجِعًا إِلٰی بَعِیْرِهِ' ''پھر وہ پلٹ کر اپنے اونٹ کی طرف لوٹا''۔ طبرانی کی المعجم الکبیر، رقم ۸۱۵۱ میں یہ بات بھی بیان ہوئی کہ ضمام بن ثعلبہ کے رخصت ہوتے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوب ہنسے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں: 'فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهُ' ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے بعد کھلکھلا کر ہنس پڑے''۔

۲۳۔ بعض روایات میں یہاں بھی مختلف تعبیریں نقل ہوئی ہیں۔ مسند احمد، رقم ۱۳۰۱۱ میں ہے: 'لَا أَزْدَادُ وَلَا أَنْتَقِصُ مِنْهُنَّ شَيْئًا' ''میں اضافہ کروں گا، نہ اِن میں سے کسی چیز میں کمی کروں گا''۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۰۳۱۸ میں ہے: 'لَا أَزْدَادُ عَلَيْهِ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ شَيْئًا' ''اِن پر کسی چیز کا اضافہ کروں گا، نہ اِن میں سے کچھ کم کروں گا''۔ مستخرج ابی نعیم، رقم ۹۱ میں ہے: 'لَا أَزْدَادُ عَلَيْهِنَّ وَلَا أُنْقِصُ مِنْهُنَّ شَيْئًا' ''میں اِن پر اضافہ کروں گا، نہ اِن میں سے کوئی چیز کم کروں گا''۔ سنن دارمی، رقم ۶۷۶ اور سنن ترمذی، رقم ۶۱۹ میں ہے: 'لَا أَدَعُ مِنْهُنَّ شَيْئًا وَلَا أُجَاوِزُهُنَّ' ''میں اِن میں سے کچھ چھوڑوں گا، نہ اِن سے تجاوز کروں گا''۔

۲۴۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۸۶۱۱۔ سنن دارمی، رقم ۶۷۶ میں اِس جگہ: 'ثُمَّ وَثَبَ الْأَعْرَابِيُّ' ''پھر یہ دیہاتی اُٹھ کھڑا ہوا'' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔

۲۵۔ روایت کے مختلف طریقوں میں اِس مقام پر متنوع تعبیرات اختیار کی گئی ہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ رقم

۳۰۳۱۸ میں انس رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں: 'إِنْ صَدَقَ دَخَلَ الْجَنَّةَ'' 'اگر اِس نے سچ کہا ہے تو جنت میں جائے گا''، جبکہ سنن دارمی، رقم ۶۷۶ میں ہے: 'إِنْ صَدَقَ الْأَعْرَابِيُّ دَخَلَ الْجَنَّة'' 'اِس دیہاتی نے سچی بات کہی ہے تو یہ جنت میں جائے گا''۔ مسند احمد، رقم ۲۳۸۰ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی بات اِس طرح روایت کی گئی ہے: 'إِنْ يَصْدُقْ ذُو الْعَقِيصَتَيْنِ، يَدْخُلِ الْجَنَّة'' 'یہ دو چوٹیوں والا سچ کہہ رہا ہے تو یہ جنت میں داخل ہوگا''۔ طبرانی کی المعجم الکبیر، رقم ۸۱۴۹ میں اُن کے الفاظ ہیں: 'إِنْ صَدَقَ ذُو الْغَدِيرَتَيْنِ، دَخَلَ الْجَنَّةَ'' 'اِس دو چوٹیوں والے نے سچی بات کہی ہے تو یہ جنت میں جائے گا''۔ بعض طرق، مثلاً مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۰۳۱۷ میں یہ تعبیر ہے: 'وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ'' 'اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اِس نے سچ کہا ہے تو ضرور جنت میں داخل ہوگا''۔ طبرانی کی المعجم الاوسط، رقم ۲۷۰۷ میں ہے کہ آپ نے فرمایا تھا: 'لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ بِهَا'' 'اِس نے سچ کہا ہے تو اِن اعمال کے بنا پر یہ ضرور جنت میں جائے گا''۔ طبرانی کی المعجم الکبیر، رقم ۸۱۵۰ میں یہی بات اِس طرح روایت ہوئی ہے: 'أَمَا إِنَّهُ إِنْ فَعَلَ الَّذِيْ قَالَ دَخَلَ الْجَنَّةَ'' 'سنو، اِس شخص نے جو کہا ہے، اگر کر دکھایا تو یقیناً جنت میں داخل ہوگا''۔

۲۶۔ مسند احمد، رقم ۲۳۸۰۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ درج ذیل مصادر میں نقل ہوا ہے:

مسند احمد، رقم ۱۲۴۵۷، ۱۲۷۱۹، ۱۳۰۱۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۰۳۱۸۔ صحیح بخاری، رقم ۶۳۔ صحیح مسلم، رقم ۱۲۔ مسند بزار، رقم ۶۱۹۲، ۶۹۲۸۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۳۳۳۳۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۲۳۵۸۔ سنن ابی داؤد، رقم ۴۸۶۔ السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۲۰۹۱-۲۰۹۴۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۲۴۱۲-۲۴۱۴، ۵۸۳۲۔ صحیح ابن حبان، رقم ۱۵۴، ۱۵۵۔ سنن ترمذی، رقم ۶۱۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۱۴۰۲۔ سنن دارمی، رقم ۶۷۶۔ معرفۃ السنن والآثار، بیہقی، رقم ۱۳۲۸۲۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۴۳۳۱، ۸۶۱۱، ۱۳۱۳۷۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۵۰۷۰۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۲۱۔ مستخرج ابی نعیم، رقم ۹۱۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِس کی روایت کے مراجع درج ذیل ہیں:

السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۲۰۹۴۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۲۴۱۵۔ مسند طیالسی، رقم ۲۴۴۹۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ حدیث کی جن کتابوں میں نقل ہوا ہے، وہ یہ ہیں:

مسند احمد، رقم ۲۲۵۴، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۰۳۱۷، ۳۶۹۵۴۱۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۲۳۸۳۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۲۷۰۷۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۸۱۴۹-۸۱۵۲۔ سنن دارمی، رقم ۶۷۷-۶۷۸۔ سنن ابی داؤد، رقم ۴۸۷۔ مستدرک حاکم، رقم ۴۳۸۰۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۳۱۲۱۔

المصادر والمراجع

ابن أبی شیبة، أبوبکر عبد الله بن محمد العبسی. (١٤٠٩هـ). **المصنف فی الأحادیث والآثار**. ط١. تحقیق: کمال یوسف الحوت. الریاض: مکتبة الرشد.

ابن حبان، أبو حاتم، محمد بن حبان البُستی. (١٣٩٣هـ/١٩٧٣م). **الثقات**. ط١. حیدر آباد الدکن – الهند: دائرة المعارف العثمانیة.

ابن حبان، أبو حاتم، محمد بن حبان البُستی. (١٤١٤هـ/١٩٩٣م). **صحیح ابن حبان**. ط٢. تحقیق: شعیب الأرنؤوط. بیروت: مؤسسة الرسالة.

ابن حبان، أبو حاتم، محمد بن حبان البُستی. (١٣٩٦هـ). **المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین**. ط١. تحقیق: محمود إبراهیم زاید. حلب: دار الوعی.

ابن حجر، أحمد بن علی، أبو الفضل العسقلانی. (١٤١٥هـ). **الإصابة فی تمییز الصحابة**. ط١. تحقیق: عادل أحمد عبد الموجود وعلی محمد معوض. بیروت: دار الکتب العلمیة.

ابن حجر، أحمد بن علی، أبو الفضل العسقلانی. (١٤٠٦هـ/١٩٨٦م). **تقریب التهذیب**. ط١. تحقیق: محمد عوامة. سوریا: دار الرشید.

ابن حجر، أحمد بن علی، أبو الفضل العسقلانی. (١٤٠٤هـ/١٩٨٤م). **تهذیب التهذیب**. ط١. بیروت: دار الفکر.

ابن حجر، أحمد بن علی، أبو الفضل العسقلانی. (٢٠٠٢م). **لسان المیزان**. ط١. تحقیق: عبد الفتاح أبو غدة. د.م: دار البشائر الإسلامیة.

ابن خزیمة، أبوبکر محمد بن إسحاق، النیسابوری. (د.ت). **صحیح ابن خزیمة**. د.ط. تحقیق: د. محمد مصطفی الأعظمی. بیروت: المکتب الإسلامی.

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ابن عبد البر، أبو عمر يوسف بن عبد اللّٰه القرطبی. (١٤١٢هـ/ ١٩٩٢م). **الاستيعاب فی معرفة الأصحاب.** ط١. تحقيق: علی محمد البجاوی. بيروت: دار الجيل.

ابن عدی، عبد اللّٰه أبو أحمد الجرجانی. (١٤١٨هـ/١٩٩٧م). **الكامل فی ضعفاء الرجال.** ط١. تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود، وعلی محمد معوض. بيروت- لبنان: الكتب العلمية.

ابن ماجه، أبو عبد اللّٰه محمد القزوينی.(د.ت). **سنن ابن ماجه.** تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقی د.م: دار إحياء الكتب العربية.

أبو داؤد، سليمان بن الأشعث، السِّجِسْتانی. (د.ت). **سنن أبی داؤد.** د.ط.تحقيق: محمد محيی الدين عبد الحميد. بيروت: المكتبة العصرية.

أبو عوانة، الإسفراينی، يعقوب بن إسحاق النيسابوری.(١٤١٩هـ/١٩٩٨م). **مستخرج أبی عوانة.** ط١. تحقيق: أيمن بن عارف الدمشقی. بيروت: دار المعرفة.

أبو نعيم، أحمد بن عبد اللّٰه، الأصبهانی. (١٤١٧هـ/١٩٩٦م). **المسند المستخرج علی صحيح مسلم.** ط١. تحقيق: محمد حسن محمد حسن إسماعيل الشافعی. بيروت: دار الكتب العلمية.

أبو يعلٰی، أحمد بن علی التميمی الموصلی. **مسند أبی يعلٰی.** ط١. (١٤٠٤هـ/ ١٩٨٤م).تحقيق: حسين سليم أسد. دمشق: دار المأمون للتراث.

أحمد بن محمد بن حنبل، أبو عبد اللّٰه الشيبانی. (١٤٢١هـ/٢٠٠١م). المسند. ط١. تحقيق: شعيب الأرنؤوط، وعادل مرشد، وآخرون. بيروت: مؤسسة الرسالة.

البخاری، محمد بن إسماعيل، أبو عبداللّٰه الجعفی. (١٤٢٢هـ).**الجامع الصحيح.** ط١. تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر. بيروت: دار طوق النجاة.

البزار، أبوبكر أحمد بن عمرو العتكی. (٢٠٠٩م). **مسند البزار.** ط١. تحقيق: محفوظ الرحمٰن زين اللّٰه، وعادل بن سعد، وصبری عبد الخالق الشافعی. المدينة المنورة: مكتبة العلوم والحكم.

البیہقی، أبوبکر، أحمد بن الحسین الخراسانی. (١٤١٠ھـ/١٩٨٩م). **السنن الصغرٰی.** ط١. تحقیق: عبد المعطی أمین قلعجی. کراتشی: جامعة الدراسات الإسلامیة.

البیہقی، أبوبکر، أحمد بن الحسین الخراسانی. **السنن الکبرٰی.** ط٣. تحقیق: محمد عبد القادر عطا. بیروت: دار الکتب العلمیة. (١٤٤٣ھـ/٢٠٠٣م).

البیہقی، أبوبکر، أحمد بن الحسین الخراسانی. (١٤١٢ھـ/١٩٩١م). **معرفة السنن والآثار.** ط١. تحقیق: عبد المعطی أمین قلعجی. القاہرة: دار الوفاء.

الترمذی، أبو عیسٰی محمد بن عیسٰی. (١٣٩٥ھـ/١٩٧٥م). **سنن الترمذی.** ط٢. تحقیق وتعلیق: أحمد محمد شاکر، ومحمد فؤاد عبد الباقی، وإبراہیم عطوة عوض. مصر: شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی.

الحاکم، أبو عبد اللّٰہ محمد بن عبد اللّٰہ النیسابوری. (١٤١١ھـ/١٩٩٠م). **المستدرك علی الصحیحین.** ط١. تحقیق: مصطفی عبد القادر عطا. بیروت: دار الکتب العلمیة.

الدارمی، أبو محمد عبد اللّٰہ بن عبد الرحمٰن التمیمی. (١٤١٢ھـ/٢٠٠٠م). **سنن الدارمی.** ط١. تحقیق: حسین سلیم أسد الدارانی الریاض: دار المغنی للنشر والتوزیع.

الذہبی، شمس الدین أبو عبد اللّٰہ محمد بن أحمد. (١٣٨٧ھـ/١٩٦٧م). **دیوان الضعفاء والمتروکین وخلق من المجہولین وثقات فیہم لین.** ط٢. تحقیق: حماد بن محمد الأنصاری. مکة: مکتبة النہضة الحدیثة.

الذہبی، شمس الدین، أبو عبد اللّٰہ محمد بن أحمد. (١٤٠٥ھـ/١٩٨٥م). **سیر أعلام النبلاء.** ط٣. تحقیق: مجموعة من المحققین بإشراف الشیخ شعیب الأرنؤوط. د.م: مؤسسة الرسالة.

الذہبی، شمس الدین، أبو عبد اللّٰہ محمد بن أحمد. (١٤١٣ھـ/١٩٩٢م). **الکاشف فی معرفة من له روایة فی الکتب الستة.** ط١. تحقیق: محمد عوامة أحمد محمد نمر الخطیب. جدة: دار القبلة للثقافة الإسلامیة – مؤسسة علوم القرآن.

السیوطی، جلال الدین، عبد الرحمٰن بن أبی بکر. (١٤١٦ھـ/١٩٩٦م). **الدیباج علی صحیح**

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

مسلم بن الحجاج. ط ١ . تحقيق و تعليق: أبو اسحٰق الحوينى الأثرى.الخبر: دار ابن عفان للنشر والتوزيع.

الطبرانى، أبو القاسم، سليمان بن أحمد الشامى. (د.ت). **المعجم الأوسط**. د.ط. تحقيق: طارق بن عوض اللّٰه بن محمد، عبد المحسن بن إبراهيم الحسينى. القاهرة: دار الحرمين.

الطبرانى، أبو القاسم، سليمان بن أحمد الشامى.(د.ت). **المعجم الكبير**. ط ٢ . تحقيق: حمدى بن عبد المجيد السلفى. القاهرة: مكتبة ابن تيمية.

الطيالسى، أبو داؤد سليمان بن داؤد البصرى. (١٤١٩هـ/١٩٩٩م). **مسند أبى داؤد الطيالسى**. ط ١ . تحقيق: الدكتور محمد بن عبد المحسن التركى. مصر: دار هجر.

مسلم بن الحجاج النيسابورى. (د.ت). **الجامع الصحيح**. د.ط. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقى. بيروت: دار إحياء التراث العربى.

النسائى، أبو عبد الرحمٰن أحمد بن شعيب الخراسانى. (١٤٠٦هـ/١٩٨٦م). **السنن الصغرٰى**. ط ٢ . تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة. حلب: مكتب المطبوعات الإسلامية.

النسائى، أبو عبد الرحمٰن أحمد بن شعيب الخراسانى.(١٤٢١هـ/٢٠٠١م). **السنن الكبرٰى**. ط ١ . تحقيق وتخريج: حسن عبد المنعم شلبى. بيروت: مؤسسة الرسالة .

النووى، يحيٰى بن شرف، أبو زكريا. (١٣٩٢هـ). **المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج**. ط ٢ . بيروت: دار إحياء التراث العربى.

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

محمد وسیم اختر مفتی

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ

(۳)

www.javedahmadghamidi.com
www.almawrid.org

ابن کثیر کہتے ہیں، جنگ یرموک میں حضرت شرحبیل بن حسنہ اوران کا دستہ ایک بار پسپا ہوا،لیکن جب سالار جیش نے 'اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ وَاَمۡوَالَھُمۡ بِاَنَّ لَھُمُ الۡجَنَّۃَ '، ''بلاشبہ،اللہ نے اہل ایمان سے ان کی جانیں اور مال اس قیمت پر خرید لیے ہیں کہ انھیں جنت ملے گی'' (التوبہ ۹: ۱۱۱) والی آیت تلاوت کی تو وہ اپنی پوزیشن پر واپس آ گئے۔

سیدنا ابوبکر کے آخری ایام میں لڑی جانے والی جنگ یرموک میں فتح پانے کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے حضرت بشیر بن کعب کو والی مقرر کر کے صفر کی راہ لی۔ انھیں معلوم ہوا کہ شکست خوردگان یرموک فحل میں جمع ہو چکے ہیں اور اہل دمشق کو حمص سے مدد آ چکی ہے تو خلیفۂ ثانی سیدنا عمر بن خطاب سے، جنھوں نے انھیں نیا کمانڈر ان چیف مقرر کیا تھا، ہدایت مانگی کہ اردن کے مقام فحل پر حملہ کیا جائے یا دمشق کا رخ کیا جائے؟ فوراً جواب آیا: دمشق پر حملے سے ابتدا کرو جو شام کا قلعہ اور دارالخلافہ ہے، دریں اثنا فحل والوں کو ایک دستے سے الجھائے رکھو۔ جب دمشق فتح ہو جائے تو فحل کا رخ کرنا اور اسے زیر کرنے کے بعد خالد کے ہم راہ حمص کی خبر لینا۔ تب حضرت شرحبیل بن حسنہ کو اردن اور حضرت عمرو بن عاص کو فلسطین پر متعین کر دینا۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت ابواعور سُلمی کی قیادت میں دس دستے فحل بھیج دیے اور خود حضرت خالد بن ولید کے ساتھ ایک بڑی فوج لے کر دمشق کو چلے۔ فحل کے لوگوں نے اسلامی فوج کی آمد کی خبر سنی تو بحیرۂ طبریہ اور نہر اردن کا پانی کھول دیا۔ راستہ کیچڑ سے بھر جانے کی وجہ سے جیش ابواعور

کی پیش قدمی رک گئی۔

ادھر حضرت ابوعبیدہ کا لشکر تیزی سے نہروں، چشموں اور سرسبز وادیوں والی سرزمین عبور کر کے دمشق جا پہنچا، راستے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ دمشق کا نواحی علاقہ غُوطہ خالی ہو چکا تھا، وہاں کے ساکنان شہر پناہ کے اندر جا چکے تھے۔ چھ گز بلند فصیل کے گردا گرد تین گز چوڑی خندق کھدی ہوئی تھی اور اس کے کنارے نہر بَرَدی کا پانی جاری تھا۔ شہر کا دفاع کرنے کے لیے کئی منجنیقیں اور سینکڑوں تیر انداز موجود تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو اندازہ ہو گیا کہ فتح پانے کے لیے طویل محاصرہ کرنا ہوگا۔ انھوں نے اپنے سپاہیوں کو غوطہ کے خالی گھروں میں قیام کرنے کا حکم دے دیا اور خود ہرقل کی طرف سے آنے والی ممکنہ فوجی مدد بے اثر کرنے کی تدبیر کرنے لگے۔ انھوں نے حضرت ذوالکلاع حمیری کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا جس نے حمص اور دمشق کے راستے میں چھاؤنی ڈال دی، حضرت علقمہ بن حکیم اور حضرت مسروق عکی کی سربراہی میں دوسرے لشکر نے فلسطین سے دمشق آنے والی کمک کا راستہ کاٹ دیا۔ حضرت خالد بن ولید فوج لے کر آئے تو حضرت عمرو بن عاص اور حضرت ابوعبیدہ نے میمنہ و میسرہ، عیاض نے گھڑ سوار دستے اور حضرت شرحبیل نے پیادہ فوج کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ محاصرہ شروع ہوا تو حضرت ابوعبیدہ نے قلعے کے توما، فرادیس اور کیسان نامی دروازوں پر حضرت عمرو بن عاص، حضرت شرحبیل بن حسنہ اور حضرت یزید بن ابوسفیان کی نگرانی میں علیحدہ علیحدہ دستے مقرر کر دیے اور خود باب جابیہ پر ڈیرا ڈال دیا۔ حضرت خالد بن ولید مشرقی دروازے پر تھے، پاس صلیبا کا بت خانہ تھا جو بعد میں دیر خالد کے نام سے مشہور ہو گیا۔ مسلمانوں نے توپیں اور منجنیقیں نصب کر کے قلعے پر حملہ کرنے کی کوشش کی، لیکن ناتجربہ کار ہونے کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکے۔ حاکم شہر نسطاس اور سالار افواج باہان ہرقل کی کمک کے انتظار میں محاصرے کو طول دیتے گئے، مسلمان بھی قلعہ میں داخل ہونے کا رستہ نہ پا سکے۔ ادھر حمص سے آنے والی فوج کی ذوالکلاع کے لشکر سے مڈبھیڑ ہوئی، ایک سخت لڑائی کے بعد رومی فوج کو شکست کھا کر پلٹنا پڑا۔ اب محصورین کو موسم سرما کا انتظار تھا، ان کے خیال میں عرب کے صحرائیوں کے لیے سخت سردی برداشت کرنا مشکل تھا۔ سرما آ کر گزر گیا، بہار آ گئی، شوال ۱۳ھ تا صفر ۱۴ھ، چار ماہ ہونے کو آئے، ہرقل کی مدد آئی نہ مسلمان محاصرین ٹلے۔ چنانچہ قلعہ بندوں کے ہاتھ پاؤں پھولے اور وہ صلح کی تدبیریں کرنے لگے۔

حضرت خالد بن ولید اپنی مقررہ پوسٹ مشرقی دروازے پر تھے، انھیں خبر ملی کہ قلعے کو جانے والے راستے پر کسی بڑے کمانڈر کے گھر بچے کی ولادت ہوئی ہے، لوگ خوشیاں منا کر اور کھا پی کر مدہوش پڑے ہیں۔ رات ہوئی تو وہ حضرت قعقاع بن عمرو، حضرت مذعور بن عدی اور کچھ اور بہادروں کو لے کر نکلے، مشکیزوں پر بیٹھ کر بَرَدی کو عبور کیا اور

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

فصیل قلعہ پر کمندیں پھینک کر سیڑھیاں نصب کر لیں۔ منڈیر پر پہنچ کر سیڑھیاں کھینچ کر اندر کو پھینکیں اور قلعے میں اتر گئے، ان کے ساتھیوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا تو فوج بھی نہر پار کر کے مشرقی دروازے کی طرف لپکی۔ دروازے کے اندر اور باہر متعین پہرے داروں اور مسلمان فوجیوں میں مختصر لڑائی ہوئی اور غافل رومی فوجی جلد مغلوب ہو گئے۔ سب سے مضبوط اور اہم مشرقی دروازہ کھل گیا تو باقی دروازے رومیوں نے خود کھول دیے اور امیر جیش حضرت ابوعبیدہ بن جراح سے صلح کر لی۔

ذی قعد ۱۳ھ: جنگ فحل، جنگ بیسان یا کیچڑ اور دلدل والی جنگ: فتح دمشق کے بعد جیش اسلامی حضرت شرحبیل بن حسنہ کی قیادت میں فحل روانہ ہوا۔ حضرت ابواعور وہاں پہلے سے متعین تھے، جبکہ اہل فحل اپنا شہر چھوڑ کر بیسان میں پناہ لے چکے تھے۔ حضرت ابواعور کو طبریہ بھیجنے کے بعد حضرت شرحبیل نے حضرت عمر کو خط لکھا کہ ہمارے اور دشمن کے بیچ کیچڑ اور دلدل حائل ہے۔ رومی جرنیل سقلار (یا سقلاب) بن مخراق اہل ایمان پر شب خون مارنا چاہتا تھا، لیکن حضرت شرحبیل صبح و شام فوج کو چوکس رکھتے تھے۔ رومی حملہ کرتے تو وہ فوراً مدافعت کرتے۔ ایک رات انھوں نے اچانک حملہ کر دیا، لیکن مسلمانوں نے یک مشت ہو کر دفاع کیا، گھمسان کی جنگ شروع ہوئی جو دو راتیں اور ایک دن جاری رہی۔ گھنی رات میں غنیم کو شکست ہوئی، سقلاب اور اس کا نائب نسطورس مارے گئے۔ رومی سپاہی کیچڑ اور دلدل میں پھنستے گئے، ان میں سے بیش تر مسلمانوں کے نیزوں کا شکار ہوئے۔ اسی ہزار کی نفری میں سے کچھ ہی بچ پائے۔ فتح کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت خالد بن ولید نے حمص کا رخ کیا، جبکہ حضرت شرحبیل بن حسنہ حضرت عمرو بن عاص کی معیت میں بیسان کو چلے۔ اہل بیسان قلعہ بند ہوئے، پھر ایک مختصر لڑائی کے بعد صلح پر مجبور ہو گئے۔ ادھر باشندگان طبریہ نے حضرت شرحبیل کے پہنچنے سے پہلے ہی حضرت ابوالاعور کے ہاتھوں پر صلح کر لی۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ ماسوائے طبریہ کے تمام اردن حضرت شرحبیل نے جنگ کر کے فتح کیا۔

جنگ قادسیہ: یکم محرم ۱۴ھ (۶۳۵ء) کو حضرت عمر نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو چار ہزار کے لشکر کی کمان سونپی اور عراق میں پہلے سے موجود جرنیلوں کو ان کے ماتحت کام کرنے کا حکم دیا۔ ان کے مقابلے کے لیے شاہ ایران یزدگرد نے رستم کو مقرر کیا، اسی ہزار (یا ایک لاکھ بیس ہزار) کی فوج منظم کرنے کے بعد مدائن سے قادسیہ پہنچنے میں اس نے چار ماہ لگا دیے۔ امیر المومنین کے حکم پر حضرت سعد نے ایک دعوتی وفد یزدگرد کے پاس بھیجا، اس نے دھمکی دے کر رخصت کر دیا، لیکن جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو رستم نے بات چیت کی دعوت دی۔ حضرت سعد نے حضرت ربعی بن عامر کو بھیجا۔ اگلے روز حضرت حذیفہ بن محصن اور تیسرے روز حضرت مغیرہ بن شعبہ سفیر بن کر

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

آ ئے۔ رستم نے پوچھا: اگر ہم اسلام قبول کر لیں تو کیا تم اپنے ملک واپس چلے جاؤ گے؟ انھوں نے کہا: ہاں، پھر ہم محض تجارت کی خاطر یا کسی ضرورت کے لیے آئیں گے۔ اس نے اپنے ساتھی جرنیلوں سے مشورہ کیا تو نیا دین قبول کرنے پر کوئی آمادہ نہ ہوا۔ اب جنگ کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایرانی فوج کو نہر عتیق عبور کر کے اپنی طرف آنے کی دعوت دی۔ جنگ شروع نہ ہوئی تھی کہ وہ عرق النسا (sciatica) میں مبتلا ہو گئے، اس لیے حضرت خالد بن عرفطہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود چھت پر سے فوج کی نگرانی کرنے لگے۔ جنگ کا پہلا دن یوم ارماث: ظہر کی نماز کے بعد حضرت سعد نے تین دفعہ نعرۂ تکبیر بلند کیا تو فوج مستعد (alert) ہو گئی، چوتھی تکبیر پر وہ دشمن کی فوج سے بھڑ گئی۔ حضرت غالب بن عبداللہ نے ہرمز کو قید کیا، حضرت عاصم بن عمرو ایرانی فوج کی صفوں میں گھس گئے، حضرت عمرو بن معدی کرب نے دعوت مبارزت دینے والے ایرانی کو جہنم رسید کیا۔ ایرانی ہاتھیوں نے زوردار حملہ کیا تو حضرت سعد نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ شام تک ایسا کوئی ہاتھی نہ رہا جس پر ہودج یا فیل نشین ہو۔ دوسرا دن، یوم اغواث: حضرت عمر کی ہدایت پر شام سے حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے حضرت قعقاع کی قیادت میں ایک ہزار گھڑ سواروں کا دستہ بھیجا۔ حضرت قعقاع نے ذوالحاجب اور فیرزان کو مبارزت میں جہنم رسید کیا۔ فوجیں گتھم گتھا ہوئیں تو بے شمار ایرانی قتل ہوئے اور کئی مسلمانوں نے شہادت پائی۔ تیسرے دن یوم عماس: کا سورج اس حال میں طلوع ہوا کہ دو ہزار مسلمان شہید یا زخمی پڑے ہوئے تھے۔ علی الصبح ان کی تدفین اور علاج معالجہ کی سرگرمیاں شروع ہوئیں۔ شام سے حضرت ہاشم بن عتبہ کی قیادت میں تازہ دم فوج پہنچی تو جنگ کا بازار گرم ہوا۔ حضرت قیس بن مکشوح اور حضرت عمرو بن معدی کرب نے خوب داد شجاعت دی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایرانی فوج کے ہاتھیوں کو پھر سے روبکار دیکھا تو بڑے سفید ہاتھی کو نشانہ بنانے کا حکم دیا۔ حضرت قعقاع اور حضرت عاصم نے سفید ہاتھی کی آنکھوں میں نیزے دے مارے تو اس نے اپنے سائس کو پٹک دیا۔ اب حضرت قعقاع نے ایک زور کا وار کر کے اسے گرا دیا اور اس کے سواروں کو جہنم رسید کیا۔ دوسرے بڑے ہاتھی کو حضرت حمال اور حضرت ربیل نے بینائی سے محروم کر دیا، وہ گرتا پڑتا اپنی ہی فوج کی صفیں روندتا ہوا نہر عتیق میں جا گرا۔ باقی ہاتھی بھی اپنے ہودہ نشینوں کو لے کر مدائن کی طرف دوڑے۔ سورج مائل بہ غروب تھا کہ زوروں کی دست بدست جنگ شروع ہوئی جو رات بھر جاری رہی۔ حضرت طلیحہ اور حضرت عمرو نے از خود ہی دشمن پر عقبی حملہ کر دیا۔ بنو اسد، بنو نخع، بنو بجیلہ اور کندہ کے دستے بھی کود پڑے۔ بے شمار جانی نقصان ہوا، صبح ہوئی تو کسی فریق کا پلڑا بھاری نہ تھا۔ یہ چوتھی رات تھی جسے لیلۃ الہریر کا نام دیا گیا۔ دوپہر تک معرکہ آرائی جاری تھی جب

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

فیرزان اور ہرمزان پسپا ہوئے۔ اسی اثنا میں شدید آندھی اٹھی جس سے ایرانی فوج کے خیمے اکھڑ گئے۔ رستم کا تخت گر پڑا، اس کا سائبان اڑ کر عتیق میں جا گرا۔ وہ گھبرا کر خچر پر سوار ہوا اور بھاگ نکلا۔ قعقاع اور ان کے ساتھیوں نے اس کا پیچھا کیا، حضرت ہلال بن علّفہ نے اس پر وار کیا تو وہ نہر عتیق میں کود گیا۔ انھوں نے اس کی ٹانگیں پکڑ لیں اور پیشانی پر تلوار مار کر جہنم رسید کیا۔ ضرار بن خطاب نے ایرانی پرچم ''درفش کاویان'' اپنے قبضے میں لے لیا۔ مسلمانوں نے بھاگتے ہوئے ایرانیوں پر تیر اندازی شروع کر دی، صرف اس روز دس ہزار ایرانی کھیت رہے۔ چھ ہزار اہل ایمان نے جام شہادت نوش کیا، پہلے تین دنوں کے شہدا کی تعداد اڑھائی ہزار تھی۔ جنگ قادسیہ میں شکست کھانے کے بعد ایرانی فرار ہو کر ایران کے مختلف اطراف میں بکھر گئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے حضرت قعقاع اور حضرت شرحبیل بن حسنہ کو حکم دیا کہ ایرانی بھگوڑوں کا پیچھا کریں، وہ قادسیہ کے نواحی مقام خرارہ تک ہر بستی، دریا اور جنگل میں گئے اور جو سپاہی نظر آیا، موت کے گھاٹ اتار دیا۔ حضرت زہرہ بن حویہ بھی تین سو سواروں کو لے کر گئے اور ایرانی جرنیل جالینوس اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ لائے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۱۵ھ: خلیفۂ ثانی حضرت عمر بن خطاب نے حضرت عمرو بن عاص کو رومی جرنیل ارطبون (اطربون، Tribune) کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابوالاعور کو اردن کا قائم مقام امیر مقرر کرنے کے بعد وہ روانہ ہوئے تو حضرت شرحبیل بن حسنہ کو مقدمۃ الجیش کی قیادت سونپی۔ اجنادین کے مقام پر حضرت عمرو ایلچی کے روپ میں ارطبون سے ملنے خود ہی چلے گئے۔ جب اسے معلوم ہوا تو انھیں قتل کرنے کا حکم دے دیا، لیکن حضرت عمرو نے حیلہ کیا اور بچ آئے۔ اسی اثنا میں ارطبون فوج لے کر ایلیا منتقل ہو گیا۔

۱۵ھ: ایلیا (بیت المقدس) قدیم زمانے سے ایک مضبوط قلعہ تھا۔ مختلف اور متضاد روایتوں میں سے یہی روایت قرین قیاس لگتی ہے کہ اسے فتح کرنے کے لیے مسلمانوں کو ایک طویل محاصرہ کرنا پڑا۔ حضرت خالد بن ولید اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح اس محاصرے میں شریک نہ تھے، اس لیے کہ وہ عین اس وقت (۱۵ھ، ۶۳۶ء) حمص اور انطاکیہ کی جنگوں میں مشغول تھے۔ حضرت عمر نے مسجد نبوی میں موجود اہل رائے سے ایلیا جانے کے بارے میں مشورہ کیا۔ حضرت عثمان نے مدینہ ہی میں موجود رہنے کا سجھاؤ دیا، جبکہ حضرت علی نے کہا: بیت المقدس جانا بہتر ہے، اس سے وہاں پر موجود مسلمان مطمئن ہو جائیں گے۔ حضرت عمر نے اسی رائے پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا، پہلے انھوں نے ایک لشکر بیت المقدس روانہ کیا، پھر حضرت علی کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کر کے عازم سفر ہوئے۔ ان کے بیت المقدس (ایلیا) پہنچنے سے قبل رومی کمانڈر ارطبون مصر کو کھسک چکا تھا اور بوڑھا پادری صفرنیوس شہران کے حوالے کرنے کو تیار

تھا۔ فاروق اعظم مدینہ سے جابیہ پہنچے تو صفرنیوس کے ایلچی معاہدۂ صلح کرنے آئے جس میں تحریر تھا: ایلیا میں رہنے والوں کو جان و مال کی امان دی جاتی ہے۔ ان کے گرجوں کو گرایا جائے گا، نہ ان کی صلیبوں کو منہدم کیا جائے گا۔ ان کے مذہبی معاملات میں کوئی زبردستی نہ ہو گی۔ انھیں جزیہ دینا ہو گا۔ یہ رومیوں کو اپنے شہر سے نکال دیں گے۔ جو ان کے ساتھ رہے گا، اسے بھی امان حاصل ہو گی۔ حضرت عمر نے معاہدے پر دست خط کیے اور حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو بن عاص، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت معاویہ بن ابوسفیان نے گواہی دی۔ جابیہ میں حضرت عمرو بن عاص اور حضرت شرحبیل بن حسنہ سے حضرت عمر کی ملاقات ہوئی۔ طبری کہتے ہیں کہ حضرت عمرو اور حضرت شرحبیل نے بھی معاہدے کی دستاویز پر بہ حیثیت گواہ دستخط ثبت کیے۔ ایلیا کے بعد رملہ اور لد کے رہنے والوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاہدات صلح کیے۔ حضرت عمر نے حضرت علقمہ بن حکیم کو رملہ کا اور حضرت علقمہ بن مجرز کو ایلیا کا عامل مقرر کیا۔ ابن کثیر کا کہنا ہے کہ اس موقع پر حضرت عمرو بن عاص اور حضرت شرحبیل بن حسنہ کی حضرت عمر سے ملاقات ہی نہیں ہوئی، کیونکہ وہ اجنادین میں ارطبون سے جنگ میں مشغول تھے۔ البتہ صلح کے بعد حضرت عمر بیت المقدس جانے کے لیے اونٹ (یا گھوڑے) پر سوار تھے تو یہ دونوں جابیہ پہنچے، انھوں نے حضرت عمر کے گھٹنے چھوئے اور حضرت عمر نے انھیں سینے سے لگایا۔ حضرت عمرو بن عاص اور حضرت شرحبیل بن حسنہ حضرت عمر کے ساتھ بیت المقدس بھی گئے۔ کچھ روایات کے مطابق حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد بھی ان کے ساتھ تھے۔ ایک غلام حضرت عمر کا ہم رکاب تھا، دونوں باری باری اونٹ (یا گھوڑے) پر سوار ہوتے۔ جب وہ بیت المقدس پہنچے تو غلام سوار تھا اور حضرت عمر مہار پکڑے ہوئے تھے۔ صفرنیوس اور عمائدین شہر نے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا۔ مشہور روایت کے مطابق بیت المقدس ۱۵ھ میں فتح ہوا، کچھ مؤرخین ۱۶ھ کا سن بتاتے ہیں۔

۱۷ھ میں حضرت عمر غرض جہاد سے شام کے سفر پر نکلے۔ سرغ کے مقام پر افواج اسلامی کے کمانڈر حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت یزید بن ابوسفیان اور حضرت شرحبیل بن حسنہ سے ان کی ملاقات ہوئی۔ انھیں معلوم ہوا کہ آگے طاعون کی وبا پھیلی ہوئی ہے تو وہاں پر موجود صحابہ سے مشورہ کیا۔ کچھ نے کہا: آپ اللہ کی رضا جوئی کے لیے نکلے ہیں، کوئی بلا اس میں رکاوٹ نہیں بننی چاہیے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے اعتراض کیا، آپ تقدیر الٰہی سے بھاگ رہے ہیں؟ دوسرے اصحاب کا کہنا تھا: لوگوں کو واپس لے جائیں، کیونکہ طاعون بڑی مصیبت ہے جو جانیں لے لیتی ہے۔ آخر کار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی رائے فیصلہ کن ہوئی۔ انھوں نے کہا: میری حجت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: ''جب کسی شہر میں کوئی وبا پھیل جائے اور تم وہاں نہ ہو تو وہاں نہ جاؤ۔ اور اگر وبا اس جگہ پھوٹے جہاں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

تم ہوتو وہاں سے نہ بھاگو“ (بخاری، رقم ۵۷۲۹، مسلم، رقم ۵۷۸۴)۔ حضرت عمر نے کہا: الحمد للہ، لوگو، یہاں سے نکل چلو اور مدینہ لوٹ گئے۔

حضرت یزید بن ابوسفیان طاعون کا شکار ہو کر چل بسے تو حضرت عمر نے ان کے بھائی حضرت معاویہ کو دمشق کا حاکم (کلکٹر) مقرر کیا اور حضرت شرحبیل بن حسنہ کو اردن کا کلکٹر (خراج وصول کرنے والا) اور وہاں پر متعین اسلامی فوج کا سالار بنا دیا۔

خلیفۂ دوم وبا ختم ہونے کے بعد آخری بار شام آئے تو حضرت شرحبیل کو معزول کر کے ان کی ذمہ داریاں حضرت معاویہ بن ابوسفیان کو سونپ دیں۔ حضرت شرحبیل نے پوچھا: امیر المومنین، کیا کسی ناراضی کے سبب سے مجھے ہٹایا ہے؟ تو کہا: نہیں، میں کوئی بہتر شخص لانا چاہتا تھا۔ حضرت شرحبیل نے کہا: تب لوگوں میں میرے بے قصور ہونے کا اعلان کر دیجیے۔ اس پر حضرت عمر نے کھڑے ہو کر حضرت شرحبیل کو دیا ہوا جواب دہرا دیا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۱۸ھ (۶۳۹ء) میں جب فلسطین کی بستی عمواس میں طاعون کی وبا پھوٹی، حضرت شرحبیل ابوعبیدہ بن جراح کی کمان میں شامی فوجوں سے برسرپیکار تھے۔ حضرت شرحبیل، حضرت ابو مالک اشعری اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ایک ہی دن اس مہلک بیماری کا شکار ہوئے۔ حضرت شرحبیل نے سڑسٹھ برس کی عمر پائی۔ وفات سے پہلے انھوں نے حضرت عمرو بن عاص کو یہ خطبہ دیتے سنا: ”لوگو، طاعون ایک بیماری ہے، اسے یہیں چھوڑ کر ان وادیوں اور ان گھاٹیوں میں بکھر جاؤ۔“ حضرت شرحبیل غضب ناک ہو گئے، جوتی ہاتھ میں پکڑے، کپڑے گھسیٹتے ہوئے جلدی جلدی آئے اور کہا: ”میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں۔ عمرو اپنے پالتو گدھے (دوسری روایت: اونٹ) سے بڑھ کر گمراہ ہے، طاعون تو اللہ کی رحمت، تمھارے نبی کی دعا اور تم سے پہلے گزرے نیکوکاروں کی وفات ہے، اس لیے اسے چھوڑ کر مت جاؤ“ (احمد، رقم ۱۷۶۸۲، ۱۷۶۸۳)۔ حضرت عمرو بن عاص کو پتا چلا تو کہا: حضرت شرحبیل سچ کہتے ہیں (احمد، رقم ۱۷۶۸۴)۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ سے صرف دو احادیث منقول ہیں جو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عبادہ بن صامت سے حدیث روایت کیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں شامل ہیں: ان کے بیٹے حضرت ربیعہ بن شرحبیل، حضرت شرحبیل بن شفعہ، حضرت عبدالرحمٰن بن غنم، حضرت عمر بن عبدالرحمٰن اور حضرت ابوعبداللہ اشعری۔ اکثر محدثین نے حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ کو حضرت شرحبیل کا بھائی بتایا ہے، لیکن ابن ابی خیثمہ کہتے ہیں کہ یہ بات درست نہیں۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویہ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، التاریخ الکبیر (بخاری)، تاریخ الامم

والملوک (طبری)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ (ابن اثیر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، کتاب العبر و دیوان المبتدأ والخبر (ابن خلدون)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، اردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

جاوید احمد غامدی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

چرخ اطلس آپ برسائے ، وہ زم زم چاہیے
غنچۂ دل جس سے کھل جائے ، وہ شبنم چاہیے

وصل کی شب جی میں کیا آئی کہ اُن سے کہہ دیا
ہو چکا جشن طرب ، اب آپ کا غم چاہیے

آسماں سے ایک لغزش ہے زمیں کا فاصلہ
ہو بلندی کا سفر تو سعی پیہم چاہیے

تھا ہی کیا شیرازہ بندی کو ، مگر کرتے رہے
اب وہ آئے ہیں تو ضد ہے، وہ بھی برہم چاہیے

زخم سینے کے لیے آئے تو دے جاتا ہے زخم
پھر بھی خواہش ہے کہ ہم کو اُس کا مرہم چاہیے

دعوت حق کی تمنا ہے تو اِس دنیا میں اب
علم و استدلال میں تیغوں کا دم خم چاہیے

رات دن لاحول پڑھ لیتے ہیں، لیکن کیا کریں
دل مچلتا ہے وہی دیرینہ ہمدم چاہیے

بندۂ حق کی رفاقت کا ہے کس میں حوصلہ
ہر کسی کو بندۂ دینار و درہم چاہیے

راحتیں کھو کر ہوئی افکار تازہ کی نمود
یہ ثمر وہ ہے کہ جس کو لو کا موسم چاہیے

ہم فقیروں نے بھی کیا مانگا ہے، صاحب آپ سے
ایک دزدیدہ نظر اور وہ بھی کم کم چاہیے

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org